

غیر تقلید و کفر کا مکمل جواب

تالیف

مولانا مفتی رب نواز سلفی صاحب

مدرسہ دارالعلوم فتحیہ احمدیہ نور مشرقیہ

چھپ چھپ کر تقلید کرنے والے

اہلحدیثوں کی

اندرونی داستان

ناشر

مکتبۃ الجنید اور دیوبند کیسٹ ہاؤس برائے رابطہ جمال اللہ خفی

0334-3441039

عقب الاصف اسکوائر نزد مدرسہ عقیدۃ الاسلام حسن نعمان کالونی سہراب گوٹھ کراچی

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	خاتمۃ الکتاب	02	پیش لفظ
	اہلحدیث اور عام مقلدین کی	04	غیر مقلد اور اہل قرآن کے درمیان مکالمہ
62	تقلید میں فرق	10	علامہ ابن حزم کی تقلید
63	نا اہل کی تقلید	13	مقامی مفتی اور عالم کی تقلید
65	اہل بدعت کی تقلید	16	حافظ محمد صاحب کی تقلید
68	نفسانی خواہشات کی تقلید	18	علامہ شوکانی کی تقلید
70	شیعوں کی تقلید	20	علامہ ابن تیمیہ کی تقلید
72	یونان کے کافروں کی تقلید	25	علمائے حدیث یعنی محدثین کی تقلید
73	مرزا قادیانی کی تقلید	29	امام بخاری کی تقلید
76	یہود و نصاریٰ کی تقلید	32	علمائے اصول کی تقلید
77	شاید غیر مقلد کی توبہ کا وقت آ گیا	33	قیاسی مسائل میں علمائے کرام کی تقلید
		35	اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تقلید
		38	ہشام بن عبد الملک کی تقلید
		39	امام احمد بن حنبل کی تقلید
		41	امام شافعی کی تقلید
		43	امام مالک کی تقلید
		44	امام ابو حنیفہ کی تقلید
		53	فقہائے احناف کی تقلید
		57	حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے اہل کرام کی تقلید
		59	اساتذہ کرام کی تقلید

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

غیر مقلدین حضرات جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ ان سے اہلسنت والجماعت کو کئی طرح کی شکایات ہیں۔ ان میں سے دو درجہ ذیل ہیں۔

پہلی شکایت یہ ہے کہ یہ لوگ تقلید کو شرک و کفر کہتے ہیں۔ پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

”ہر مشرک پہلے مقلد ہوتا ہے پھر مشرک۔ اگر تقلید نہ ہو تو شرک بھی پیدا نہ ہو شرک پیدا ہی تقلید سے ہوتا ہے۔“ (رسائل بہاولپوری صفحہ ۵۲)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

”اہل حدیث کی کتابیں رسالے اور فتوے دیکھیں جن میں تقلید کو نہ صرف بدعت بلکہ کفر قرار دیا ہے۔“ (اہلحدیث امرتسر ۲۲ محرم ۱۳۳۳ھ)

اس عبارت کا عکس ابن انیس مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب کی کتاب ”تاریخ ختم نبوة صفحہ ۶۰“ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین حضرات جب تقلید کی تردید کرنے کے لئے مسند افتاء پر جلوہ افروز ہوئے تو اسے شرک و کفر کہہ کر ہی دم لیا ہے۔ حالانکہ اجتہادی مسائل میں مجتہد کی تقلید کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ از روئے قرآن واجب ہے جیسا کہ اس کا اقرار میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم نے ان الفاظ میں کیا ہے ”یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر“ (معیار الحق صفحہ ۶۷)

دوسری شکایت یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات نے اپنے قلم و زبان سے تو تقلید کو شرک و کفر کہا مگر عملاً ہر کسی کی تقلید کو سینے سے لگائے رکھا ہے۔ یہاں تک کہ کافروں کی تقلید سے بھی دریغ نہیں کیا۔ غیر مقلد عالم مولانا عبدالحق غزنوی صاحب ’سردار اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں۔

”فلاسفہ اور نیچریوں اور محترمانہ کا مقلد ہے“ (الاربعین صفحہ ۵ مشمولہ رسائل الہدیث جلد اول) غیر مقلدین کے وکیل مولانا محمد حسین بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”ثناء اللہ بھی شاید تقلید اپنے امام قادیانی کے جو قصص و اخبار میں حقیقت شرعیہ کے لغت پر مقدم نہ رکھنے میں اس کا شاگرد و پیرو ہے۔“

(اشاعت النہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲ بحوالہ تاریخ ختم نبوة صفحہ ۳۲۶)

غیر مقلد عالم مولانا عبد الاحد صاحب مولانا امرتسری موصوف کے متعلق لکھتے ہیں کہ ”جماعت صحابہ اور ان کے اجماع کو رد کر کے کفار اور مشرکین کی تقلید کرتے ہیں“ (الفیصلۃ الحجاز یہ صفحہ ۳۳ مشمولہ رسائل الہدیث جلد اول)

اس دوسری شکایت کو ”غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟“ کے عنوان سے عوام کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ جو مکالمے کی صورت میں ہے۔ ایک اہل قرآن اور الہدیث کی آپس میں گفتگو ہوئی جس میں مسئلہ تقلید زیر بحث تھا۔ اہل قرآن کا دعویٰ تھا کہ ”الہدیث دراصل اہل تقلید ہیں“ جبکہ الہدیث بھائی سختی سے اس کے منکر تھے ان کا کہنا یہ تھا کہ ہم لوگ تقلید سے ہٹ کر بلکہ کوسوں دور رو کر صرف قرآن و حدیث کے صریح احکام پر عمل کرتے ہیں۔

اس مکالمے کی صورت اسی طرح بنی کہ ایک صاحب الہدیث مذہب چھوڑ کر اہل قرآن کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ الہدیث مناظر انہیں واپس اپنی جماعت میں داخل کرنے کیلئے تبلیغ و دعوت کی غرض سے اس کے پاس پہنچے سلام کے بعد خیر و عافیت دریافت کرنے کا تبادلہ ہوا۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ آئندہ صفحات میں مذکور ہے۔ آپ اسے پڑھئے اور اندازہ لگائیے کہ کس کا پلڑا بھاری ہے۔

نوٹ:- چونکہ یہ رسالہ بطور الزام لکھا گیا ہے اس لئے اس کے پڑھنے والے ہر قاری سے گزارش ہے کہ وہ اسے الزامی جواب سمجھ کر ہی پڑھے۔ الزامی جواب کو تحقیقی جواب قرار دینا درست نہیں۔

رب نواز سلفی

مدرسہ دارالعلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

غیر مقلد اور اہل قرآن کے درمیان مکالمہ

غیر مقلد: ہمیں یہ سن کر بہت افسوس ہوا ہے کہ آپ الحمد للہ مذہب سے نکل کر گمراہ لوگوں یعنی اہل قرآن کی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں اپنے مسلک کی حقانیت منوانے اور دوبارہ آپ کو اس حق مسلک میں شمولیت کی دعوت دینے کے لئے آیا ہوں۔

اہل قرآن: محترم جناب! آپ نے ہمیں گمراہ کیسے کہہ دیا ہے جبکہ ہم قرآن کے ماننے والے اہل قرآن ہیں اور قرآن تو سارے انسانوں کے لئے ہدایت کا پیغام ہے۔ آپ قرآن والوں کو گمراہ کہتے ہوئے خدا سے ڈرتے نہیں؟

غیر مقلد: قرآن تو بے شک کتاب ہدایت ہے مگر آپ لوگ چونکہ حدیثوں پر عمل کرنے سے اعراض کرتے ہیں اس لئے گمراہ ہیں۔

اہل قرآن: حدیثوں کی مخالفت اور ان سے اعراض تو آپ بھی کرتے ہیں۔ تو آپ بھی گمراہ ہوئے باقی رہا اس بات کا ثبوت کہ آپ لوگ حدیثوں کی مخالفت کیسے کرتے ہیں۔ اس کے ثبوت کیلئے مولانا انوار خورشید صاحب کی کتاب ”حدیث اور الحمد للہ“ کا مطالعہ فرمائیں اس میں انہوں نے ۷۹ مسائل پر بحث کی ہے۔ ہر مسئلہ کے ذیل میں کئی احادیث ذکر کر کے آپ لوگوں کے مسائل درج کئے ہیں جو سراسر حدیث کے خلاف ہیں۔

غیر مقلد: ”حدیث اور الحمد للہ“ حنفی عالم کی کتاب ہے اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ ہمارے مد مقابل اور فریق مخالف ہیں۔ اس لئے ان کی کتاب کا کوئی اعتبار نہیں۔ ممکن ہے کہ انہوں نے ضعیف حدیثیں ذکر کر کے لوگوں کو یہ تاثر دیا ہو کہ الحمد للہ ان حدیثوں کے مخالف ہیں۔

اہل قرآن: یہ تو آپ لوگوں کی عادت ہے کہ جو حدیث تمہارے مذہب کے خلاف ہو تو تم اسے ضعیف کہہ کر ٹال دیا کرتے ہو۔ جب میں آپ کی طرح الحمد للہ تھا تو میں بھی اپنے مذہب کے خلاف ہر حدیث پر ضعیف ہونے کی چھاپ لگا دیا کرتا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ”حدیث اور الحمد للہ“ میں ذکر کردہ حدیثیں صحاح ستہ وغیرہ کتابوں کی ہیں۔ مولانا انوار خورشید صاحب نے اس کتاب میں

ان حدیثوں کو جمع کیا ہے جو صحیح، حسن، حسن لغیرہ ہیں یا کم از کم ان کی حیثیت یہ ہے کہ وہ محدثین کے اصول کے مطابق قابل استدلال ہیں اور ان کے قابل استدلال ہونے کا اعتراف آپ کے علماء کرام نے اپنی کتابوں میں کئی بار کیا ہے۔

غیر مقلد :- آپ اس وقت حنفیوں کی وکالت نہ کریں۔ آپ نے ہم اہلحدیث پر مخالفت حدیث کا الزام لگایا ہے۔ اس کا مستند حوالوں سے ناقابل تردید ثبوت پیش کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اہل حدیث ہو اور حدیث پر عمل نہ کرے یا اس کی مخالفت کرے؟

اہل قرآن :- اگر میں احناف کی کتابوں مثلاً غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں۔ بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں۔ مسائل غیر مقلدین۔ تحفہ اہل حدیث۔ تجلیات صفور۔ تجلیات انور وغیرہ کے حوالے سے آپ کو مخالف حدیث ثابت کروں تو آپ کہیں گے کہ ان مصنفین نے صحیح ترجمانی نہیں کی۔ آپ مخالف کی کتاب سمجھ کر جھٹلا دیں گے۔ اس لئے میں آپ کے کسی عالم کی کتابوں سے اپنے دعویٰ کی صداقت کو اجاگر کرتا ہوں۔

غیر مقلد :- بہت اچھا! میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہمارے کسی عالم کی عبارتیں پیش کی جائیں مگر میں ایک مرتبہ پھر بڑے وثوق سے کہتا ہوں اور اہلحدیث کے سوا پوری انسانیت کو چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی بھی اہلحدیث عالم ایسا نہیں جو کسی حدیث کو صحیح تسلیم کرتا ہو اور اس سے ثابت شدہ مفہوم بھی درست قرار دیتا ہو لیکن پھر بھی اس حدیث سے روگردانی کرے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ ہمارے کسی غیر معروف عالم کا حوالہ ذکر نہ کریں بلکہ کسی مشہور اور مستند عالم کی کتاب کے حوالے سے بات کی جائے۔

اہل قرآن :- آپ کی جماعت کے مشہور ترین بزرگ، صحاح ستہ کے مترجم اور چوٹی کے عالم علامہ وحید الزمان صاحب مرحوم کی شخصیت کو سامنے لاتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ انہوں نے حدیثوں کی موافقت کی ہے یا ان سے اعراض اور روگردانی؟

غیر مقلد :- بہت خوب! علامہ وحید الزمان صاحب ہماری جماعت میں ممتاز مقام رکھنے والے عالم دین ہیں۔ نزل الابرار۔ ہدیۃ المحدثی۔ ان کی مشہور اور مقبول کتابیں ہیں۔ اہلحدیث مصنف

ابو یحییٰ امام خان نوشہروی ان دونوں کتابوں کے متعلق لکھتے ہیں "یہ کتابیں فقہ اہل حدیث کے موضوع پر ہیں اور عوام میں بہت مقبول ہیں" (اہل حدیث کی تصنیفی خدمات صفحہ ۶۲) اسی طرح ان کی کتاب "کنز الحقائق" بھی مسلک اہل حدیث کی ترجمان ہے۔ اس کتاب کا تعارف علامہ صاحب کے سوانح نگار نے اس طرح کرایا ہے۔

"اس کتاب میں مسلک اہل حدیث کے مطابق ضروری مسائل کو حدیث سے مستنبط کر کے مرتب کیا ہے" (حیات وحید الزمان صفحہ ۱۳۵)

اور ان کی کتاب "تیسیر الباری" کا تو پوچھنا ہی کیا۔ ہم جس کسی کو اہل حدیث بنانا چاہتے ہیں اسے یہی کتاب مطالعہ کے لئے دیا کرتے ہیں۔ بس اب جلدی کریں اور ان کتابوں کے حوالے سے اپنے دعویٰ کو ثابت کریں۔

اہل قرآن :- دوسرے اہل حدیث کی طرح علامہ وحید الزمان صاحب بھی اپنے اہل حدیث بزرگوں کی تقلید میں احادیث کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ بطور نمونہ چند مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ پر حدیث ہے۔ علامہ وحید الزمان صاحب اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ "اس حدیث سے قربانی کا وجوب نکلتا ہے۔ حنفیہ کا یہی قول ہے" (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۷۰) اور تسلیم کیا ہے کہ حدیث بخاری کی روشنی میں قربانی کرنا واجب ہے مگر اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔ قربانی کرنا سنت ہے۔ (کنز الحقائق صفحہ ۱۹۳)

۲۔ بخاری شریف کی حدیث ہے (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۴) علامہ وحید الزمان صاحب اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ "اس حدیث سے شافعیہ کا رد ہوتا ہے جو عورت کو ہاتھ لگانا قبیح و ضو جانتے ہیں۔ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۲۱۰) علامہ صاحب نے اقرار کیا کہ جو لوگ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو کا ٹوٹ جانا بتاتے ہیں ان کا یہ مسئلہ حدیث بخاری کی رو سے مردود ہے۔ مگر علامہ صاحب کا خود اپنا مسلک یہی ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

3۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۹۶ میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرض الوفا میں بیٹھ کر نماز پڑھائی مگر صحابہ کرام کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا۔ علامہ وحید الزمان صاحب اس کا یوں اقرار کرتے ہیں "آپؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ آپؐ کے پیچھے کھڑے تھے"۔ (رفع العجایب عن سنن ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۰) لیکن اس اقرار و اعتراف کے باوجود اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں "اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں" (تیسیر الباری جلد ۱ صفحہ ۴۳۹)

4۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو نبی کریم ﷺ نے رجوع کرنے کا حکم دیا (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷۶) علامہ وحید الزمان صاحب اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں "حضرت نے جو رجوع کا حکم فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ طلاق پڑ گئی" (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۹) لیکن اس حدیث کے خلاف علامہ صاحب اپنے بزرگوں کی پیروی میں لکھتے ہیں کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی (محصلاً تیسیر الباری جلد ۱ صفحہ ۱۶۴-۱۶۵ صفحہ ۲۳۵)

5۔ مسلم شریف کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب نجس ہے اور اس کا جھوٹا پاک ہے (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۳۷) علامہ وحید الزمان صاحب ان حدیثوں کے ذیل میں لکھتے ہیں "ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب نجس ہے اور اس کا لعاب اور پسینہ پاک ہے" (شرح مسلم جلد ۱ حصہ اول صفحہ ۴۰۶) مگر ان حدیثوں کے خلاف اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا جھوٹا پاک ہے (نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۳۱)

بطور نمونہ یہ چند مسئلے ذکر کئے ہیں کہ علامہ صاحب نے حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے۔ مگر اپنی دوسری کتابوں میں اپنے اہلحدیث علماء کی تقلید میں آکر حدیث کے خلاف مسائل لکھ دیئے ہیں۔ حدیث کی مخالفت اگر گمراہی ہے تو آپ کے عالم بھی اس گمراہی سے نہیں بچ سکتے۔

غیر مقلد: آپ کی یہ بات بڑی ہی حیرت کی بات ہے کہ ہمارے مقتدر عالم علامہ وحید الزمان

صاحب مرحوم نے اپنے علماء کی تقلید میں حدیث کی مخالفت کی ہے۔ حالانکہ وہ تو تقلید کے سخت مخالف تھے اور اپنی کتابوں میں بیسیوں جگہ تقلید کی بڑھ چڑھ کی تردید کی ہے۔ اسے کفر اور شرک تک کہا ہے تو پھر وہ کیسے تقلید پر راضی ہو گئے۔

اہل قرآن: انہوں نے جس تقلید کی مخالفت کی ہے وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہے۔ کفر و شرک انہی کی تقلید کو کہا ہے ورنہ اپنے علماء کی تقلید کے دو سختی سے پابند تھے اور اس سے اعراض کیسے کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ تقلید کو بخاری شریف کی حدیث سے ثابت کر کے اسے عذاب قبر سے نجات کا قوی ذریعہ بتلاتے ہیں۔

غیر مقلد: ہاں ہاں یہ کیا کہہ رہے ہو علامہ صاحب نے ”تیسیر الباری“ میں تقلید کے تو بخنے ادھیڑے ہیں تقلید کے ازلی دشمن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ ان سے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ تقلید کو عذاب قبر سے حفاظت کا سامان قرار دے دیں۔

اہل قرآن: ”تیسیر الباری“ ہی میں انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ آپ خود ہی ملاحظہ فرمالیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ منافق کی قبر میں جب فرشتے پٹائی کریں گے تو اس سے یوں کہیں گے۔ ”لَا ذَرِیَّتَ وَلَا تَلِیَّتَ“۔ نہ تو نے خود سمجھا اور نہ ہی دوسروں کی پیروی کی۔ (صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۱۷۸) علامہ صاحب اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”یعنی نہ مجتہد ہوا نہ مقلد اگر کوئی اعتراف کرے مقلد تو ہوا کیونکہ اس نے پہلے کہا لوگ جیسا کہتے تھے میں نے بھی ایسا کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقلید کچھ کام کی نہیں کہ سننے سنائے پر ہر شخص کے کہنے پر عمل کرنے لگا۔ بلکہ تقلید کے لئے بھی غور لازم ہے کہ جس شخص کے ہم مقلد بنتے ہیں۔ آیا وہ لائق اور فاضل اور سمجھدار تھا یا نہیں اور دین کا علم اس کو تھا یا نہیں۔ سب باتیں بخوبی تحقیق کر کے اگر مقلد بنا تو اس آفت (عذاب قبر) میں کاہے کو گرفتار ہوتا“ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

یعنی علامہ صاحب تقلید کو عذاب قبر سے بچنے کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں۔ واضح لفظوں میں بیان کیا ہے کہ مردہ انسان دنیا کی زندگی میں تقلید کرتا تو عذاب قبر کا شکار نہ ہوتا۔

غیر مقلد :- آپ نے دھوکہ سے کام لیا ہے۔ اس کے متصل آگے والی عبارت آپ نے چھوڑ دی ہے جس میں انہوں نے تقلید کی بڑے سخت لفظوں میں تردید کی ہے حتیٰ کہ اسے مشرکین کی رسم قرار دیا ہے۔

اہل قرآن :- آپ کا مقصد یہ ہے کہ علامہ صاحب کی عبارت کا اول حصہ دوسرے حصہ سے نکرار ہوا ہے اور نکرانے کی صورت میں صرف پہلے ہی حصہ کو لے لینا اور دوسرے حصہ سے نظریں ہٹا لینا گویا آپ کے نزدیک دھوکہ ہے۔

غیر مقلد :- جی ہاں جی ہاں یہی میری مراد ہے۔ آپ اس تعارض اور نکر کو ختم کر کے عبارت کے دونوں حصوں میں تطبیق دیں یہاں تک کہ کوئی غلبان نہ رہے۔

اہل قرآن :- تعارض کا ایک جواب یہ ہے کہ شاید علامہ صاحب نے بھی تقلید کی دو قسمیں بنا رکھی ہیں۔ تقلید جائز اور تقلید جامد۔ علامہ صاحب نے تقلید جائز کو حدیث بخاری کی روشنی میں ضروری قرار دیا ہے اور آگے کی عبارت میں تقلید جامد کی تردید کی ہے۔ جیسا کہ حنفیوں کے عالم مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ”تقلید کی شرعی حیثیت“ میں جائز تقلید کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے اور ساتھ ساتھ تقلید جامد کی مذمت بھی کی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ علامہ صاحب نے جہاں تقلید کو ضروری قرار دیا ہے وہاں اپنے علماء کی تقلید مراد ہے اور جہاں اس کی مذمت کی ہے اس سے امام ابوحنیفہ اور فقہائے احناف کی تقلید مراد ہے۔ ورنہ اپنے علماء کی تقلید میں وہ اتنے سخت تھے کہ حدیث کی مخالفت کی پروا بھی نہ کرتے تھے۔ (جیسا کہ آپ چند مثالیں ملاحظہ فرما چکے ہیں)

غیر مقلد :- ہاں مثالوں سے یقین ہو گیا ہے کہ وہ اپنے علماء کی تقلید کے سختی سے پابند تھے۔ مگر مشہور تو یہ ہے کہ وہ کثر قسم کے غیر مقلد تھے۔

اہل قرآن :- ان کے کثر ہونے کا تعلق امام ابوحنیفہؒ کے حوالے سے ہے کہ ان کی تقلید نہیں کرتے تھے ورنہ اپنے علماء کی نہ صرف یہ کہ وہ خود تقلید کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی اس کیلئے آمادہ کرتے تھے۔

غیر مقلد :- اُف ایہ کیا؟ ایک تقلید کا گناہ۔ دوسرا اوروں کو بھی دعوت؟ ایسے نہ ہوگا۔ علامہ

صاحب اتنے پست خیال نہیں ہوئے ہوں گے۔ بتائیں تو سہی! کہ وہ کس کی تقلید کرانے پر لوگوں کو آمادہ کیا کرتے تھے۔

علامہ ابن حزم کی تقلید

اہل قرآن: علامہ صاحب نے ابن حزم کی تقلید کرنے پر لوگوں کو برا سمجھتے کیا ہے۔ علامہ ابن حزم نے کئی مسائل میں جمہور سے اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ وہ آلات موسیقی اور گانے بجانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۴۹)

علامہ وحید الزمان صاحب اس مسئلہ میں ان کے نہ صرف خود مقلد ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں

”الحمیدیت کو اس مقدمہ میں انصاف کرنا چاہیے نہ کہ غلو اور تشدد اور ہمارے اصحاب میں سے اگر ابن قیم نے اس (گانے) سے منع کیا ہے تو ابن حزم نے اجازت دی ہے۔ دونوں اکابر محدثین اور علماء ظاہر میں سے ہیں اور دونوں ہمارے پیشوا ہیں۔ البتہ ابو حنیفہؒ نے غنا (گانے) کو حرام کہا ہے تو حنفیوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے جن کو دلیل سے کچھ واسطہ نہیں“ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۵۰)

علامہ صاحب اپنے الحمیدیت بھائیوں کو علامہ ابن حزم کی تقلید کا درس دے رہے ہیں اور خود بھی گانے کے جواز میں ان کے مقلد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ ”گانا بجانا تفریح طبع کے لئے مختلف فیہ ہے اور عید اور شادی اور خوشی کی رسموں میں بقول راجح جائز بلکہ مستحب ہے۔“ (اسرار المفید: پارہ ہشتم صفحہ ۸۶ بحوالہ آثار خیر صفحہ ۷۷۷)

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ گانا سننے والے پر انکار جائز نہیں (ہدیۃ المحدثی صفحہ ۱۱۸)

غیر مقلد: حنفیوں نے جو گانا سننے کو حرام کہا ہے وہ محض اپنے امام کی تقلید میں کہا ہے اور علامہ ابن حزم کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہے اس صورت میں علامہ ابن حزم کی تقلید نہ ہوگی۔ بلکہ قرآن و حدیث کی اتباع کہلائے گی۔ آپ خواجہ انیس علامہ ابن حزم کا مقلد قرار دے رہے ہیں۔

اہل قرآن - عرض یہ ہے کہ حنفیہ جو گانے کو ناجائز قرار دیتے ہیں ان کے پاس قرآن وحدیث کے حوالے سے کئی دلائل موجود ہیں آپ کے سامنے صرف ایک آیت اور ایک ہی حدیث کا مفہوم ذکر کرتا ہوں۔ قرآن کریم نے "لنحو الحدیث" میں مشغول رہنے سے منع کیا ہے اور "لنحو الحدیث" میں گانا بجانا یقیناً شامل ہے۔

چنانچہ جناب صلاح الدین یوسف صاحب اہلحدیث لکھتے ہیں۔

"لنحو الحدیث" سے مراد گانا بجانا اور اس کا ساز و سامان اور آلات ساز و موسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کر دے۔" (تفسیری حواشی صفحہ ۱۱۴۳)

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو گانے بجانے کو طلال سمجھیں گے (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۷) اہلحدیث عالم حافظ عبدالستار حماد صاحب اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"اس سے معلوم ہوا کہ آلات موسیقی حرام ہیں۔ لیکن امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ گانے وغیرہ کے جواز کے قائل ہیں اور اس حدیث کو منقطع قرار دیتے ہیں" (مختصر صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۹۴) چونکہ بخاری شریف کی مذکورہ حدیث علامہ ابن حزم کی رائے کے خلاف تھی اسلئے اس کو منقطع یعنی سند کے حوالے سے ضعیف قرار دے دیا ہے۔

اہلحدیث عالم شیخ عبدالحق ہاشمی (دراصل نوٹاری) مرحوم علامہ ابن حزم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"والباح الغنا وبالغ قیہ حتی ضعف حدیث البخاری فی حرمة الغنا۔"

(رسائل عبدالحق ہاشمی جلد ۱ صفحہ ۵۸)

"اور انہوں نے گانے کو مباح کہا ہے اور اس میں مبالغہ سے کام لیا ہے حتی کہ گانے کی حرمت کے متعلق بخاری کی حدیث کو ضعیف قرار دے دیا۔"

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ احناف جو گانے کو ناجائز کہتے ہیں ان کے پاس مضبوط ثبوت اور ناقابل تردید دلائل موجود ہیں۔ لیکن اس کے برعکس علامہ ابن حزم کی رائے نہ صرف دلیل سے خالی ہے بلکہ

خلاف دلیل ہے۔ پھر بھی علامہ وحید الزمان صاحب ان کی تقلید کرتے اور کرانے پڑے ہوئے ہیں۔

غیر مقلد: واقعی گانا سننا قرآن وحدیث کی رو سے حرام ہے علامہ وحید الزمان محض علامہ ابن حزم کی تقلید میں اسے جائز قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی شدت کے ساتھ ان کی تقلید پر آمادہ کر رہے ہیں۔ اچھا یہ بتائیے علامہ صاحب کے علاوہ دوسرے اہلحدیث حضرات بھی تقلید کرتے ہیں اگر تقلید کرتے ہیں تو کس کی؟

اہل قرآن: سارے اہلحدیث تقلید کیا کرتے ہیں ان کی اسی تقلیدی فریفتگی کو دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اہل حدیث دراصل اہل تقلید ہیں ان کے اس دورخاپن کی وجہ سے میں ان سے بدظن ہوا اور مذہب اہلحدیث کی غلامی کا طوق لگے سے نکال کر خالص غیر مقلد ہو چکا ہوں یعنی اہلحدیث سے اہل قرآن بن گیا ہوں۔ اہلحدیث ایک طرف تو کہتے ہیں دیکھو جی حنفی تقلیدی مخلوق ہیں۔ جب کہ تقلید منکرات ہے جہالت ہے کورہنی ہے اللہ ورسول سے بغاوت ہے شرک ہے کفر ہے وغیرہ دوسری طرف جب انہیں گمراہی سے دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے گلوں میں تقلید کا طوق ڈالے ہوئے ہیں۔

غیر مقلد: آپ بار بار ایک ہی بات دہرا رہے ہیں کہ اہلحدیث حضرات دوسروں کو تو تقلید سے منع کرتے ہیں مگر خود ہر دم تقلیدی پابندیوں میں جکڑے رہتے ہیں۔ مگر بتاتے کیوں نہیں کہ وہ کن کی تقلید کرتے ہیں۔

اہل قرآن: آپ کے علماء وعوام حضرات اپنوں اور غیروں محمد شین اور نقبہا کرام کی حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ اور نقبہائے احناف کی بھی تقلید کرتے ہیں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں کہتا ہوں کہ باطل فرقوں کی تقلید تک سے نہیں بڑھ سکتے۔ کسی ایک کی تقلید کرتے ہوئے تو اس پر تبصرہ کے لئے مختصر سا وقت کافی تھا مگر چونکہ وہ بہت سوں کی تقلید کرتے ہیں اس کی تفصیل کیلئے کافی وقت درکار ہے۔

غیر مقلد: آپ جتنا وقت چاہیں لے سکتے ہیں۔ مگر بالتفصیل اور باحوالہ اپنے دعویٰ کہ "اہلحدیث دراصل اہل تقلید ہیں" کو ثابت کریں۔ آپ کی باتوں نے مجھے لرزادیا ہے۔ میرے دل و

دماغ پر وحشت اور پریشانی کا پہاڑ سوار ہو گیا ہے۔ اسلئے اب میں مناظرہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں مگر افہام و تفہیم کے انداز میں آپ کی پُرمغز اور معلومات افزاء باتوں کو سننے کی خواہش رکھتا ہوں۔ بس آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

اہل قرآن :- اگر آپ مسئلہ تقلید میں اپنے اہلحدیث کی گرویدگی جاننا چاہتے ہیں تو آئیے اور سنئے جائیے۔

مقامی مفتی اور عالم کی تقلید

آپ کے جلیل القدر عالم اور مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

”تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر تعیین کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے۔ جو اہل حدیث کا مذہب ہے۔ تقلید شخصی یہ ہے کہ خاص آئمہ اربعہ میں سے ایک امام کی بات مانی جائے جو مقلدین کا مذہب ہے۔“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

مولانا امرتسری صاحب کی اس عبارت میں دو باتیں بڑی اہم ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ مطلق تقلید آپ کا مذہب ہے۔ یعنی آپ لوگ تقلید کے لئے کسی ایک عالم دین کو مقتدا بنا کر اس کی تقلید کے پابند نہیں بننے بلکہ مختلف علماء کرام میں سے جس کی چاہتے ہیں اس کی تقلید کر لیا کرتے ہیں۔ جب یہ بات ہے تو آپ لوگوں کی تقلید کا دائرہ عام مقلدین سے وسیع ہوا کہ وہ ایک امام کی تقلید کرتے ہیں۔ جبکہ آپ کئی اشخاص کی۔ اب آپ لوگوں کو یہ حق نہیں کہ آپ مقلدین کو مشرک کہیں ورنہ آپ بڑے مشرک ثابت ہوں گے کیونکہ اگر ایک بت کی عبادت شرک ہے تو کئی بتوں کی عبادت شرک اعظم ہوگی۔

مولانا امرتسری کی عبارت میں دوسری بات یہ ہے کہ کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے کو بھی انہوں نے تقلید کہا ہے۔ جب یہ تقلید ہے تو آپ لوگ اپنے علماء سے صرف ایک مسئلہ ہی نہیں بلکہ زندگی میں پیش آنے والے سارے مسائل پوچھا کرتے ہیں۔ بقول ان کے عوام کا اپنے علماء سے یہ مسائل پوچھ کر عمل کرنا تقلید ہوا۔

غیر مقلد :- ہم لوگ علماء کرام سے قرآن و حدیث ہی کا مسئلہ پوچھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے

ہیں نہ کہ علماء کرام کی ضروری۔ لہذا قرآن وحدیث کا مسئلہ پوچھنا ہرگز تقلید نہیں۔

اہل قرآن: آپ لوگ اپنے علماء سے جو غیر منصوص یعنی اجتہادی اور قیاسی مسائل پوچھ کر عمل کرتے ہیں وہ تو تقلید ہیں ہی مگر جو.....

غیر مقلد: (ان کی بات کو کاٹتے ہوئے) کیا ہمارے علماء قیاس بھی کرتے ہیں۔ وہ تو اسے کاربائیس کہتے ہیں پھر ہماری عوام بھی علماء کے قیاسی مسائل کو قبول کر لیتی ہے؟

اہل قرآن: ہاں آپ کے علماء قیاس کرتے ہیں اور آپ کی عوام ان کے قیاسی مسائل پر عمل بھی کرتی ہے۔ مگر لوگوں کو یہی کہتے ہیں کہ قیاس پر عمل کرنا مردار کھانے کے مترادف ہے (مقلدین آئمہ کی عدالت میں صفحہ ۱۴) جب کہ آپ کے فتاویٰ قیاسی مسائل سے بھرے پڑے ہیں۔ آج کی مجلس میں ان شاء اللہ ایسے چند مسائل کی نشاندہی بھی کروں گا۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ لوگ اپنے علماء سے جو غیر منصوص مسائل پوچھ کر عمل کرتے ہیں وہ تو تقلیدی مسائل ہیں ہی۔ مگر جو مسائل قرآن وحدیث کے حوالے سے پوچھتے ہیں وہ بھی تقلید ہے۔ آپ کے بہت بڑے عالم مولانا محمد حسین ثالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”اگر کوئی عالم اس (مسئلہ پوچھنے والے) کو آیت قرآن یا حدیث پڑھ کر بھی سنا دے یا طوطے کی طرح یاد کرادے تب بھی وہ آیت وحدیث کے معنی اور حدیث کی صحت تسلیم کرنے میں اس عالم کا مقلد کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی دلیل سے نہیں جانتا کہ آیت یا حدیث کے وہ معنی جو اس عالم نے اس کو بتائے ہیں کیونکر صحیح ہیں اور اس حدیث کی صحت کیونکر ثابت ہے۔ لہذا اس کی یہ تسلیم بلا دلیل تسلیم ہے جو تقلید کہلاتی ہے۔ گو اس کو کوئی تقلید نہ کہے اتباع نام رکھے“ (اشاعت السنۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۰ بحوالہ تجلیات صفحہ ۳ جلد ۵۰۴)

مولانا ثالوی صاحب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مسئلہ پوچھنے والے کو عالم دلیل میں آیت قرآنیہ یا حدیث نبوی بتا بھی دے تو بھی یہ اس عالم کی تقلید ہے۔ کیونکہ آیت وحدیث سے عالم نے جس مسئلہ کو ظاہر کیا ہے وہ ان سے واقعہً ثابت ہوتا ہے؟ اس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اس کی تقلید

میں مسئلہ کو قبول کر کے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اس کے متعلق یہی حسن ظن رکھتا ہے کہ اس نے مسئلہ شریعت محمدیہ کے مطابق ہی بتایا ہے۔

بٹالوی صاحب نے تو ایک اور حقیقت سے بھی پردہ ہٹا دیا ہے کہ کسی حدیث کو صحیح کہنا بھی علمائے حدیث کی تقلید ہے۔ میں کہتا ہوں اسی طرح کسی حدیث کو ضعیف کہنا بھی تقلید ہی کہلائے گا۔ اگر وقت نے ساتھ دیا اور اللہ کی توفیق شامل حال رہی تو آج کی مجلس میں آپ کے علماء کرام کی تحریروں کی روشنی میں ثابت کروں گا کہ کسی حدیث کی تصحیح یا تضعیف میں محدثین پر اعتماد کرنا بھی تقلید ہے۔

بہر حال مولانا امرتسری صاحب کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر تعین کے کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید ہے۔ جسے انہوں نے تقلید مطلق کے الفاظ سے ذکر کیا ہے اور بٹالوی صاحب بھی مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے کو تقلید کہہ کر ان کی تائید کر رہے ہیں۔

غیر مقلد:۔ مان لیا کہ مولانا امرتسری صاحب کی تحقیق یہی ہے کہ کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا بھی تقلید ہے۔ اس لئے مسئلہ پوچھنے والے الہمدیث کو اپنے علماء کا مقلد قرار دیا جاسکتا ہے۔ مگر خود مولانا امرتسری صاحب تو تقلید سے بالکل بیزار تھے بلکہ وہ تو بایگ و ہل کہا کرتے تھے کہ

”میں خود کن معنی میں الہمدیث ہوں میرا مذہب و عقیدہ یہ ہے کہ میں خدا اور رسول کے کلام کو سند اور حجت شرعیہ مانتا ہوں ان کے سوا کسی ایک یا کئی اشخاص کا قول یا فعل حجت شرعیہ نہیں جانتا۔“ (مظالم روپڑی صفحہ ۵۶ مشمولہ رسائل الہمدیث جلد اول)

اہل قرآن:۔ ہاں ان کا دعویٰ یہی تھا کہ میں قرآن و حدیث کا ہی قبیح ہوں اور کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ تقلید کے ایسے شیدائی تھے کہ اہل حق تو اپنی جگہ رہے وہ اہل باطل کی تقلید سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ اس کا انکشاف آپ کی جماعت کے جید عالم مولانا عبدالحق غزنوی صاحب نے کیا ہے۔ چنانچہ غزنوی صاحب اپنی کتاب ”الاربعین“ میں مولانا امرتسری صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”فلاسفہ اور منجریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے“ (الاربعین صفحہ ۵ بحوالہ رسائل الہمدیث جلد اول)

غیر مقلد:- مولانا امیر تسری صاحب کے متعلق تو ہمارے ہی عالم نے گواہی دے دی ہے کہ وہ اہل باطل کا مقلد ہے مگر ان کے علاوہ دیگر علمائے اہلحدیث تو تقلید کے ہرگز قائل نہ تھے۔ بلکہ وہ تو تقلید پر لعنت بھیجتے تھے۔

اہل قرآن:- یہ بات درست ہے کہ انہوں نے زبان سے تقلید کو ہر برائی کا سرچشمہ کہا ہے لیکن یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وہ عملی طور پر تقلید کے انتہائی گردیدہ تھے۔ آپ میری معروضات سننے کا حوصلہ رکھئے۔

حافظ محمد صاحب کی تقلید

آپ کے علماء میں مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں جو تاریخ اہلحدیث اور تفسیر واضح البیان وغیرہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ بھی اپنے دیگر ہم مسلک حضرات کی طرح تقلید کر لیا کرتے تھے۔ انہوں نے ”تفسیر سورۃ کہف“ کے دیباچہ میں صفحہ ۶ پر اصحاب کہف کے نام سے وسیلہ لینے کے متعلق چند عملیات ذکر کئے ہیں۔

آپ کے ایک عالم مولانا عبد القادر حصاروی نے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے۔
 ”مولانا (سیالکوٹی) نے ان ناموں سے جو توسل بالفعل کیا ہے اور استمداد ظاہر کی ہے جس سے ان ناموں میں نفع اور دفع ضرر کی تاثیر ظاہر ہوتی ہے۔۔۔۔۔ شرع سے اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے عالم کی تقلید کی ہے“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

غیر مقلد:- مولانا سیالکوٹی صاحب نے جس عالم کی تقلید کی ہے اس کا کیا نام ہے کیا اس عالم نے وسیلہ کے جواز پر کوئی دلیل پیش کی ہے اگر دلیل ذکر کی ہے پھر تو دلیل کی اتباع ہوئی نہ کہ اس کی تقلید۔۔۔۔۔
اہل قرآن:- مولانا حصاروی صاحب نے آپ کے اس سوال کا پہلے ہی سے جواب دے دیا ہے چنانچہ چند سطروں کے بعد وہ لکھتے ہیں۔

”گویا مولانا موصوف (سیالکوٹی) نے حافظ محمد صاحب مرحوم کے قول سے استدلال کیا ہے کہ یہ عمل شرع کے موافق ہے۔ خود ان کے پاس اس عمل کی مشروعیت پر کوئی دلیل نہیں ہے“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مولانا سیالکوٹی صاحب نے حافظ محمد صاحب کے جس قول کو قبول کیا ہے اسے دلیل شرعی کی بناء پر نہیں بلکہ محض ان کی تقلید میں اسے قبول کیا ہے۔

غیر مقلد :- مولانا میر صاحب جیسے مستند عالم کیسے تقلید پر راضی ہو گئے۔ حالانکہ انہوں نے اپنی کتاب "تاریخ اہلحدیث" میں لوگوں کو تقلید سے تحقیق کی طرف بلایا ہے۔ یعنی حدیث پر عمل کرنے کی دعوت دی ہے۔

اہل قرآن :- جی ہاں! ضرور انہوں نے امت کو عمل بالحدیث کی طرف بلایا ہے مگر ساتھ ہی اس کتاب میں اپنے شیخ میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم کی کتاب معیار الحق کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ مطلق تقلید واجب ہے ان کی عبارت دیکھئے۔

"باقی رہی تقلید لاعلمی سو یہ چار قسم (پر) ہے۔ قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہدین اہل سنت میں سے۔ لاعلمی التبعین جس کو مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت۔ قسم دوم مباح ہے اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے۔" (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۳۷)

آپ نے دیکھ لیا کہ مطلق تقلید کو واجب کہا ہے بلکہ اس کے واجب ہونے پر امت کا اتفاق و اجماع نقل کیا ہے۔
غیر مقلد :- یا رہا یہ کیسے لوگ ہیں کہ تقلید کو واجب بھی کہہ رہے ہیں اور اسے شرک و کفر بھی۔ اچھا یہ بتاؤ ہمارے اور کسی عالم نے بھی تقلید کو واجب کہا ہے؟

اہل قرآن :- مولانا میر صاحب نے میاں صاحب اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے تقلید کے وجوب پر اجماع نقل کیا ہے تو کسی اور سے تصدیق کی بھی ضرورت ہے؟ ویسے آپ کے حکم کی تعمیل میں آپ کے علماء کی تقلید کے واجب اور ضروری ہونے پر چند عبارتیں سنا دیتا ہوں۔
نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

"و جب علی العامی تقلیدہ والا اخذ فلتوہ"۔ (لفظ العجیلان صفحہ ۱۳۷)

عامی پر مجتہد کی تقلید کرنا اور اس کے فتویٰ کو لینا واجب ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

”الابد للعامة من تقليد العلماء في الاصول والفروع“ (ہدیۃ المحدث ص ۱۱۰)

عامی کیلئے اصول و فروع میں علماء کی تقلید ضروری ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

”یہ بات تو طے ہو چکی ہے کہ بے علم کو عالم کی تقلید ضرور چاہیے۔“ (تقلید شخصی ص ۲۰)

غیر مقلد: جب ہمارے علماء تقلید کو ضروری اور واجب کہہ رہے ہیں پھر تو اس (تقلید) سے جان چھڑانا مشکل ہے اس لئے کہ واجب کا ترک گناہ ہے شاید اسی گناہ سے بچنے کے لئے ہمارے ائمہ ریت تقلید کرتے رہے ہیں یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ وہ اس واجب کی ادائیگی کے لئے اور کس کی تقلید کیا کرتے ہیں۔

علامہ شوکانیؒ کی تقلید

اہل قرآن: آپ کے ائمہ حدیث محمد بن علی المعروف علامہ شوکانیؒ کی بھی تقلید کیا کرتے ہیں۔

آپ کے بہت بڑے عالم علامہ وحید الزمان صاحب نے اس حقیقت کا انکشاف ان الفاظ میں کیا ہے۔

”اس وقت میں جو ایک جماعت ائمہ حدیث کہلاتی ہے وہ باوجود دعویٰ اتباع سنت کبھی

کبھی اپنے علماء کے جیسے ابن تیمیہؒ شاہ ولی اللہ اور شوکانیؒ اور مولانا اسماعیل شہید ہیں ایسے مقلد

بن جاتے ہیں کہ ان کی رائے کے خلاف دلیل بیان کرنے والے کی دلیل نہیں سنتے۔“

(تیسیر الباری جلد ۶ صفحہ ۴۹۹ نعمانی کتب خانہ)

علامہ صاحب کی تصریح کے مطابق عمل بالحدیث کی دعوے دار جماعت علامہ شوکانیؒ وغیرہ کی تقلید جامد

کرتی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے خلاف کوئی دلیل بیان کی جائے اس دلیل کو ماننا تو کجا اسے سنتے تک

نہیں۔ یہ تقلید جامد نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر ان کے جمود کا یہ حال ہے کہ جب انہیں اس پر متنبہ کیا جاتا ہے

تو بھی ان کی تقلید سے باز نہیں آتے بلکہ الٹا آئمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کی گستاخی پر نکل آتے ہیں۔

چنانچہ علامہ صاحب ہی اس عبارت کے بعد لکھتے ہیں۔

”یا اگلے آئمہ دین جیسے امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ وغیرہ یا دوسرے اولیاء اللہ یا صوفیہ کرام ہیں ان کی توہین کرتے ہیں۔“ (تیسرا الباری جلد ۶ صفحہ ۳۹۹)

اس سے بڑھ کر تقلید جامد اور کیا ہوگی کہ یہ لوگ اولیا کرام کی توہین اور گستاخی کرنا تو پسند کرتے ہیں مگر علامہ شوکانی وغیرہ کی تقلید نہیں چھوڑتے۔

غیر مقلد: آپ نے سچ فرمایا یہ صرف تقلید ہی نہیں بلکہ یہ تو تقلید جامد ہے علامہ شوکانی کی تقلید جامد کرنے والے کسی اہلحدیث کی تعین فرمادیں تو مہربانی ہوگی۔

اہل قرآن: مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ دین اسلام میں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ مگر اس کے برعکس علامہ شوکانی کی رائے یہ ہے کہ ناپاک کپڑوں میں پڑھی گئی نماز صحیح ہے۔ آپ کی جماعت کے مجدد و نواب صدیق حسن خان نے علامہ شوکانی کی تقلید جامد کا شکار ہو کر کہہ دیا کہ ناپاک کپڑوں میں پڑھی جانے والی نماز درست ہے۔ (نزل الابرار من فقہ البیہقی المختار جلد ۱ صفحہ ۶۳)

اسی طرح قرآن وحدیث کی تعلیم ہے کہ کپڑوں کی موجودگی میں نیچے بدن نماز پڑھنا جائز نہیں۔ لیکن اس کے برخلاف علامہ شوکانی کی رائے یہ ہے کہ نیچے بدن نماز پڑھنا درست ہے۔ نواب صاحب اس مسئلہ میں بھی ان کی تقلید کرنے سے نہیں پلوکے۔ ان کی تقلید میں آکر یہ کہہ دیا کہ کپڑوں کی موجودگی میں نیچے بدن پڑھی جانے والی نماز درست ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۱۱)

اب آپ یا تو تسلیم کریں کہ نواب صاحب نے قرآن وحدیث کی اتباع کرنے کی بجائے علامہ شوکانی کی تقلید کی ہے یا پھر قرآن وحدیث سے دلیل پیش کریں جس سے علامہ شوکانی اور نواب صاحب کے موقف کی تائید ہوتی ہو۔

غیر مقلد: قرآن وحدیث میں ان لوگوں قسم کے مسئلوں کا ثبوت کہاں ہے لاچار ہو کر یہی کہنا پڑے گا کہ نواب صاحب نے شوکانی کی تقلید میں ان مسئلوں کو قبول کیا ہے فقط۔ میرے ذہن میں ایک سوال ابھر کر آ رہا ہے۔ آپ نے اس مجلس کے شروع میں کہا تھا بلکہ ثابت کر دیا تھا کہ علامہ وحید الزمان صاحب اپنے علماء کی تقلید کرتے تھے اور دوسروں کو بھی براہین سے کیا کرتے تھے مگر اب تھوڑی دیر پہلے

آپ نے علامہ صاحب کی عبارت دکھائی کہ وہ علامہ شوکانی کی تقلید کرنے والوں پر ذرا ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حالانکہ علامہ شوکانی تو اہلحدیث کے مسلم پیشوا ہیں۔ (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۵۷)

اہل قرآن :- علامہ صاحب ان مسئلوں میں تقلید کرتے اور کراتے ہیں جو ان کے من پسند ہیں۔ مثلاً گانا سننا وغیرہ اور جہاں طبیعت کو اچھا نہیں محسوس کرتے وہاں غصہ کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اسلئے ان کی عبارات میں اس قسم کی بات مل جاتی ہے۔ جسے آپ نے بھی متفاد سمجھ کر سوال کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک وقت میں وہ اپنے ہم مسلک لوگوں کو علامہ ابن تیمیہ کی تقلید سے روک رہے ہوتے ہیں اور پھر یہ وقت بھی آ جاتا ہے کہ خود ان کی تقلید کو نکلے کی زینت بنائے بیٹھے نظر آ رہے ہوتے ہیں۔

غیر مقلد :- کیا اہلحدیث حضرات علامہ ابن تیمیہ کی بھی تقلید کرتے ہیں کہ علامہ صاحب کو تنبیہ کرنے اور روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی انہوں نے کسی کو چھوڑا بھی ہے یا ہر کسی کی تقلید کو قرآن و حدیث کی دعوت کا نام دے رکھا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کی تقلید

اہل قرآن :- ہاں جی۔ آپ کی جماعت نے جہاں دوسروں کی تقلید کو اپنا شب و روز کا معمول بنایا ہے وہاں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کو بھی سینے سے لگایا ہے۔

چنانچہ آپ کی جماعت کے با اثر عالم مولانا عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں۔

”غرض تو یہ بزرگ خصوصاً اور دیگر اہلحدیث عموماً امام ابن تیمیہ کی عملاً تقلید کرتے ہیں۔“

(القطر البلیغ صفحہ ۱۵۹ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد دوم)

غیر مقلد :- ہائے! اہلحدیث علماء میں یہ متفاد باتیں کیوں ہیں کہ وہ دوسروں کو تو تقلید سے منع کرتے ہیں۔ خود تقلید کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ مجھے ان پر حیرت ہو رہی ہے اور آپ پر رشک کر رہا ہوں

کہ ماشاء اللہ ہمارے علماء کرام کی کتابوں کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ جب ہی تو ہر بات باحوالہ بتا رہے ہیں۔ مگر وہ عبارت بھی تو دکھاؤ جس میں علامہ وحید الزمان صاحب نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کرنے والے اہلحدیث حضرات کو ڈانٹا ہے۔

اہل قرآن :- آپ حوصلہ رکھیں اور ساری عبارتیں دیکھتے جائیں پھر بعد میں فیصلہ کرنا کہ الٰہدیت حضرات غیر مقلد ہیں یا تقلید کے میدان میں عام مقلدین کو بھی مات کر دیا ہے۔ آج کی مجلس میں دلچسپ بحث تو اس وقت ہوگی جب میں آپ کی مستند کتابوں کے حوالے سے ثابت کروں گا کہ آپ لوگ جب تقلید کرنے پر آئے تو امام ابو حنیفہ اور فقہائے احناف کی تقلید کو بھی صراطِ مستقیم سمجھنے لگے اور حنفی کہلوانے کو اہلسنت کی نشانی قرار دے دیا۔

غیر مقلد :- اُف! کیا ہمارے علماء تقلید کے حوالے سے اتنا پست بھی ہو چکے ہیں کہ اول تو تقلید کے لئے تیار ہو گئے اور پھر تقلید بھی ان لوگوں کی اختیار کر لی جنہیں قرآن وحدیث کا مخالف کہتے کہتے ان کی زبانیں تھکتی نہیں۔ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا یہ عمل بالٰہدیت ہے یا منافقت؟ آپ مہربانی فرمائیں اور پہلے یہ بتائیں کہ ہمارے الٰہدیت نے فقہائے احناف کی تقلید کہاں؟ اور کس وقت کی ہے؟

اہل قرآن :- باری آنے پر آپ کی اس خواہش کو بھی پورا کر دیا جائے گا اور آپ یہ دلکش منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے کہ آپ کے الٰہدیت تقلید کے لئے کیسے آئمہ احناف کے سامنے سجدہ ریز ہیں لیکن اب میں علامہ صاحب کا وہ حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جہاں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کرنے والے اپنے ہم مسلک لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے۔ علامہ صاحب لکھتے ہیں۔

”ہمارے الٰہدیت بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل شہیدؒ اور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا پس اسکے پیچھے پڑ گئے۔ برا بھلا کہنے لگے بھائیو! ذرا تو انصاف اور غور کرو! جب تم نے ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کی تقلید چھوڑ دی تو ہن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ اور شوکانیؒ جو ان سے متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔“ (وحید اللغات مادہ ”شر“ بحوالہ حیات وحید الزمان صفحہ ۱۰۲)

اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کے ہم مسلک لوگ علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ جب ہی تو علامہ صاحب نے ان کو ڈانٹنے کی ضرورت محسوس فرمائی۔

غیر مقلد :- آپ نے ابھی کچھ دیر پہلے یہ بھی فرمایا ہے کہ علامہ صاحب دوسروں کو علامہ ابن

تیسرے کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور خود ان کی تقلید کیا کرتے تھے۔ آپ نے منع کرنے کی عبارت تو دکھا دی ہے وہ عبارت بھی تو دکھائیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ صاحب نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کی ہے۔

اہل قرآن :- دیکھیے! صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حیض والی عورت کو جو طلاق دی جائے وہ واقع ہو جاتی ہے۔ (احکام و مسائل صفحہ ۴۹۱)

صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۹ اور صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۷۶ پر حدیث مذکور ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی تو اسے شمار کر لیا گیا تھا۔ مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ رجوع کر لو اور یہ رجوع کرنا دلیل ہے کہ طلاق واقع ہو گئی اور اگر طلاق واقع نہ ہوئی ہو تو رجوع کا کیا مطلب؟

علامہ وحید الزمان صاحب اس جگہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”حضرت نے جو رجوع کا حکم فرمایا اس سے صاف معلوم ہوا کہ طلاق پڑ گئی۔“

(شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۹)

لیکن علامہ صاحب احادیث کے خلاف محض علامہ ابن تیمیہ کی تقلید میں کہتے ہیں کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (تیسیر الباری جلد ۷ صفحہ ۱۶۴ صفحہ ۲۳۵)

اس سے ثابت ہوا کہ علامہ صاحب اگرچہ دوسروں کو بظاہر تقلید سے روکتے تھے مگر خود چھپ چھپ کر تقلید کر لیا کرتے تھے۔

غیر مقلد :- آپ کی بات بالکل درست ثابت ہوئی بلکہ آپ نے دلیل سے ثابت کر دیا ہے کہ علامہ صاحب نے حدیث کی اتباع کرنے کی بجائے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کو ترجیح دے کر لکھ دیا ہے کہ حائضہ عورت کو دی ہوئی طلاق نہیں پڑتی۔ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی مسئلہ ہے جہاں علامہ صاحب یا دیگر ائمہ حدیث نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کی ہو؟

اہل قرآن :- علامہ ابن تیمیہ کی رائے یہ ہے کہ تین مسجدوں۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کہیں کا سفر جائز نہیں یہاں تک کہ روضہ رسول کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی جائز نہیں

(نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۱۷۹) لیکن صحیح بات یہ ہے کہ روضہ رسول کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز اور کارِ ثواب ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ سے اس مسئلہ میں خطا ہوئی ہے۔

چنانچہ علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

”غایت مافی الباب یہ ہے کہ ان سے اجتہاد میں غلطی ہوئی تب بھی ان کے لئے ایک اجر ہے اللہ ان پر رحم کرے۔ کیا ان کے فضائل ایک مسئلہ اختلافی کی وجہ سے منقود ہو جائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔“ (تیسرے الباری جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

علامہ صاحب بہانگ دہلوی یہ اعلان کر رہے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہؒ کے موقف میں ضعف ہے اور ان کی رائے خطا کھا گئی ہے مگر آپ کے الحمدیٹ اس مسئلہ میں ان کے پکے مقلد بنے ہوئے ہیں۔

بلکہ خود علامہ صاحب جنہوں نے اقرار کیا ہے کہ اس مسئلہ میں علامہ ابن تیمیہؒ سے غلطی ہوئی ہے وہ اپنی دوسری کتاب میں ان کی تقلید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”جب کسی خانہ خدا کی طرف سفر درست نہ ہو اسوا ان تین کے تو قبروں کی زیارت کے لئے کیونکر درست ہوگا۔“ (شرح مسلم جلد ۳ صفحہ ۴۰۵)

غیر مقلد: مولانا عنایت اللہ اثری صاحب نے جیسے لکھا ہے کہ الحمدیٹ عموماً علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کیا کرتے ہیں آپ نے ان کی بات کو خارجی شہادتوں سے سچا کر دکھایا ہے اب یہ بتائیں کوئی امتیازی مسئلہ بھی ہے جس میں ہمارے الحمدیٹ لوگوں نے علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کی ہو۔

اہل قرآن: مسئلہ تین طلاق امتیازی مسائل میں سے ہے علامہ ابن تیمیہؒ نے جمہور امت سے ہٹ کر ایک الگ راہ اختیار کی ہے کہ ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا۔ آپ کی جماعت کے سارے علماء نے (سوائے دو چار کے) علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کی ہے۔

مولانا شرف الدین دہلوی الحمدیٹ لکھتے ہیں۔

”اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے

تذریک ایک کے حکم میں ہیں۔ یہ مسلک صحابہؓ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ آئمہ محدثین، متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)

اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا صحابہ و تابعین اور محدثین حضرات کا نہیں بلکہ ساتویں صدی کے عالم علامہ ابن تیمیہؒ کا ہے آپ کی جماعت نے اس مسئلہ میں ان کی تقلید کر رکھی ہے۔

غیر مقلد۔ یہ بات آپ کی بالکل کمزور ہے آپ مجھے بہلا رہے ہیں اور خواہ مخواہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کا الزام ہم پر لگا رہے ہیں۔ ہمارے علماء نے علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید نہیں کی بلکہ یہ بات مسلم شریف کی حدیث سے لی ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ، حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی زمانے تک تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا تھا۔

اہل قرآن۔ علامہ ابن حزم ظاہری (جنہیں آپ لوگ اپنی جماعت کے افراد میں شامل کرتے ہو۔) (نزل ۱۱۱ بار جلد ۲ صفحہ ۶۳) لکھتے ہیں کہ یہ نبی کی حدیث ہے ہی نہیں کیونکہ یہ نہ تو آپ کا فرمان ہے نہ فعل اور نہ ہی آپ سے اس پر نگریر ثابت ہے۔ گویا حدیث مرفوعہ کی تینوں قسموں میں سے کوئی بھی نہیں۔ (محصلہ محلی ابن حزم جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۶)

آپ کے عالم مولانا شرف الدین صاحب دہلوی بھی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوعہ یعنی نبی کی حدیث نہیں چنانچہ مولانا صاحب لکھتے ہیں۔

”ابن عباسؓ کی مسلم کی حدیث مذکور مرفوعہ نہیں یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جس کو شیخ کا علم نہ تھا۔“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)

لہذا یہ کہنا بجا ہے کہ آپ لوگوں کا یہ مسئلہ حدیث نبوی سے ماخوذ نہیں۔ یہ صرف علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید ہے اور کچھ نہیں۔

غیر مقلد۔ ہمارا کوئی عالم اور ہماری جماعت کا کوئی فرد ایسا ہے بھی کسی جو تقلید کے بغیر قرآن و

سنت کے صاف و شفاف چشمہ سے سیراب ہوتا ہو یا سارے تھکیدی شکنجے میں جکڑے جا چکے ہیں۔

اہل قرآن: اس کا جواب دینے سے پہلے میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں آپ یہ بتائیں کہ

آپ کی جماعت میں یہ تقسیم مانی جاتی ہے کہ فلاں حدیث صحیح اور فلاں ضعیف ہے؟

غیر مقلد: ضرور! اس تقسیم کا تو کوئی بھی مسلمان منکر نہیں ہر کتاب فکر کے لوگ اس تقسیم کے قائل ہیں۔

علمائے حدیث یعنی محدثین کی تقلید

اہل قرآن: اگر آپ کے ہاں صحیح اور ضعیف حدیث کی تقسیم چلتی ہے تو پھر آپ کی جماعت کا کوئی

فرد بھی تقلید سے بیزار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محدثین پر اعتماد کر کے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنا تقلید ہی تو

ہے۔ چنانچہ آپ کی جماعت کے سرخیل مولانا محمد حسین بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”غیر مجتہدین مطلق کیلئے تقلید مجتہدین سے فرار و انکار کی گنجائش نہیں اس کو کہیں نہ کہیں

مجتہدین و محدثین کی تقلید کرنی پڑتی ہے بعض مسائل فرعیہ میں ہو یا اصول و قواعد استنباط میں۔ خواہ

احادیث کی تصحیح و تضعیف میں۔“ (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۲)

مولانا بنالوی صاحب کی تحقیق کے مطابق جو شخص مجتہد مطلق نہیں وہ تقلید سے بچنے کیلئے خواہ کیسی ہی

کوشش کرے اور اس سے جان چھڑانے کی فکر میں کسی بھی راہ کا انتخاب کر لے وہ تقلید سے راہ فرار ہرگز

ہرگز نہیں اختیار کر سکتا۔

اسے چند مقامات میں ضرور تقلید کرنی پڑتی ہے ان میں سے ایک مقام حدیث کی تصحیح و تضعیف کا ہے یعنی

کسی حدیث کو صحیح قرار دینے یا اسے ضعیف کہنے میں تقلید کرنی پڑتی ہے۔ لہذا آپ لوگ جو اپنے مذہب

کی حمایت میں حدیث کو صحیح اور مخالف کے مسلک کی تردید میں کسی حدیث کو ضعیف کہتے ہو یہ بھی

دراصل محدثین کی تقلید ہے۔ جیسا کہ مولانا بنالوی صاحب نے اس کی تصریح فرمادی ہے ہاں آپ

لوگوں میں سے جس کو تقلید کے لفظ سے وحشت ہوتی ہو تو وہ اس کا نام ”اتباع“ رکھ کر جی کو

بہلا سکتا ہے۔

غیر مقلد۔ میں خیر ان ہوں کہ اس کی بات، انوں، مالکونی صاحبہ تو کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو
 ضعیف نہ سمجھتے تھے۔ جیسے کہ اس کی تفسیر سے ہیں۔ جبکہ مولانا ابودریس کی تفسیر سے تو یہ کہتے ہیں۔

اہل قرآن۔ مولانا مالکونی صاحب آپ کے اکابر میں سے ہیں جن کو مکمل ابودریس کے کہا جاتا
 ہے۔ ان کے مقابلہ میں اصغر کی مثال بچوں کی سی ہے۔ ان کی صورتاً عبارت کے مقابلہ میں بچوں کی
 بات کیسے مانی جاسکتی ہے۔ فقار تہانہ میں ملوثی کی آواز کون سنتا ہے؟

غیر مقلد۔ اس حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنے کے سلسلہ میں محدثین پر اکتفا کرنا عقیدہ ہے تو پھر اس
 لیے اسے مہارتیں کتابوں میں ہونی چاہئیں کہ غلوں نے اس حدیث کو صحیح سمجھ کر کہنے میں غلوں کی تقلید
 کی ہے آپ میں ہمت ہے تو ایسے حوالے پیش کریں۔

اہل قرآن۔ آپ کے مایہ ناز عالم اور شام کے محدث علامہ عبدالعزیز الہانی صاحب نے
 اس حدیث پر انہی کہہ دیا ہے کہ حدیث صحیح یا ضعیف قرار دینے میں محدثین پر اکتفا کرنا بھی عقیدہ ہے۔ چند
 حوالے ملے کہ وہ مایہ ناز ہیں۔

۱۔ ایک حدیث و سند کے متعلق علامہ بیہقی نے کہا "ربما۔ بول اسحٰ" اسی بات کو علامہ بیہقی نے نقل
 کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس پر علامہ الہانی صاحب نے لکھا ہے۔
 "قلہ و سیوہی۔ سیوہی نے اس کی تقلید کی ہے" (الغنیۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۰)

۲۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے "ربما۔ لکھت" کہ اس حدیث کی سند
 کے راوی ثقہ یعنی با ائتمار ہیں اسی بات کو علامہ صنعانی نے نقل کیا تو علامہ الہانی صاحب نے لکھا۔
 "قلہ و صنعانی۔ صنعانی نے اس کی تقلید کی ہے" (صفحہ ۲۶۰)

۳۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو صحیح کہا ہے۔ علامہ الہانی صاحب لکھتے ہیں۔
 "قلہ و ابن کثیر۔ شوکانی و صدیق حسن دہلوی" (صفحہ ۳۸)
 شوکانی و صدیق حسن دہلوی نے ابن کثیر کی تقلید کی ہے۔

دیا جاتی ہے کہ علامہ شوکانی اور اب صدیق حسن خان صاحب آپ کی سماعت کے لوگ ہیں مگر

علامہ البانی صاحب کی تحقیق کے مطابق ان دونوں نے حدیث کی صحت کے سلسلہ میں
حافظ ابن کثیر شافعی المقلد کی تقلید کی ہے۔

۴۔ علامہ البانی صاحب خود اپنے متعلق کہتے ہیں۔

”قلدنی ذلک المذہب اللہ تعالیٰ تعفیہ“۔ (صفحہ ۳۱۹)

میں نے ان سب میں اس مجلس کی تقلید کی ہے جو تحقیق کیلئے قائم کی گئی ہے۔

(بحوالہ تجلیات صدر جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

علامہ البانی صاحب کی عباراتوں سے معلوم ہوا کہ بعد والے لوگ جو پہلوں پر اکتفا کر کے کسی حدیث کو
صحیح اور کسی کو ضعیف کہتے ہیں یہ بھی ان کی تقلید ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے جبرئیل کا کافی
نواب صدیق حسن خان اور خود اپنے آپ کو مقلد کہا ہے اگرچہ لوگوں کی نگاہوں میں یہ تین حضرات
غیر مقلد ہیں۔

غیر مقلد۔ علامہ البانی صاحب کوئی معتبر شخصیت ہے اس کا تعارف اور اس کا مقام امر ہے یا ہے؟

اہل قرآن۔ آپ کی جماعت کے بزرگ اور عالم مولانا عبدالباری فتح اللہ صاحب کہتے ہیں۔

”علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیت سے علمی دنیا سونی ہو گئی۔ اسے سسر

ایک ایسے مجدد سے محرومی پر سو گوار ہے جو صدیوں بعد اس دنیا میں آیا تھا۔ اس صدی کے علمائے اسلام

سب سے قدر آور شخصیت کے مالک تھے“۔ (مقدمہ صفحہ ۱۸۴)

علامہ البانی صاحب کا تعارف آپ کے ”فتاویٰ علمائے حدیث“ میں اس طرح ہے۔

”شیخ البانی جامعہ اسلامیہ دیندہ یونیورسٹی کے صدر مدرس ہیں شیخ موصوف نسلی طور پر انگریز

ہیں آپ کا خاندان جب مسلمان ہوا تو نسلی مذہب اختیار کیا۔ شیخ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم و فضل میں

کمال بخشا کہ اپنی تحقیق سے اہل حدیث ہونے لگے ملک شام میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کو

علم حدیث میں خصوصاً اسماء الرجال میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ممالک عربیہ میں آپ کی علمی کابلیت

مستحکم اور مشہور ہے کہ علم حدیث میں ان سے زیادہ تحقیق کسی کو نہیں“۔ (فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۳ صفحہ ۷۹)

غیر مقلد۔ یہ بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ علامہ البانی صاحب معتبر ترین شخصیت ہیں مگر حدیث کی تصحیح و تضعیف میں محدثین پر اہم اذکار نے کو تقلید کہتے سے طبیعت کچھیا جاتی ہے۔ کیونکہ بحر قنوق و دارا بحر احدث۔ تصدیق قرار پائے گا۔

اہل قرآن۔ اگر آپ کو بناوٹی صاحب اور علامہ البانی صاحب کی تحقیق پر یقین نہیں تو آپ بتاؤ جب کوئی محدث کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہتا ہے تو اللہ و رسول سے اس کی صحت و ضعف کو ثابت کرتا ہے یا شخص اپنی رائے اور اپنے الہام سے فیصلہ کرتا ہے؟

غیر مقلد۔ اللہ اور اس کے رسول نے تو کسی ایک بھی حدیث کو صحیح یا ضعیف نہیں کہا۔ حدیث کی صحت و ضعف کا فیصلہ محدثین نے الہام سے کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہماری جماعت کے بہت بڑے عالم مولانا زبیر علی خاں صاحب نے اس حقیقت کا یوں اظہار کیا ہے۔

حدیث کی تصحیح اور تضعیف کا دار و مدار محدثین کے الہام پر ہوتا ہے۔

(محصلہ نور العین ص ۸۵)

اہل قرآن۔ آپ نے اقرار کیا ہے کہ حدیث کی صحت و ضعف کا فیصلہ محدثین اپنے الہام سے کرتے ہیں اور پوری امت کا اجماع ہے کہ کسی کا الہام حجت شرعیہ نہیں اور اس شخص کے قول پر عمل کرنا جسکی بات حجت شرعیہ نہ ہو یہی تو تقلید ہے۔ (فتاویٰ مذبذبہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

یہی وجہ ہے کہ ہم لوگوں کو اہل قرآن کی جماعت میں شامل ہونا اور حدیث کا انکار کرنا پڑا۔ کیونکہ حدیث کو مذہب بنالینے سے محدثین کا مقلد بننا پڑتا ہے جب کہ ہمارا مذہب ہر قسم کی تقلید سے بیزار و کرخا ہے۔ کلام الہی کی پیروی کرتا ہے۔ اس لئے ہمارے اکابر نے تقلید کے پرچے اڑائے ہیں۔ ہمارے ایک اکابر نے تقلید کی تردید میں لکھا ہے کہ

”مولویوں کے نزدیک اسلام نام ہے صرف گورائے تقلید کا اور تقلید بھی رسولی اور اکام رسول کی نہیں بلکہ بنیادی و مسلم و مالک و غیرہ کی اور میں سمجھتا ہوں کہ حتمی کیفیت یقین کی اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہو سکتی جب تک ہر شخص اپنی جگہ غور کر کے کسی نتیجہ پر نہ پہنچے۔“ (من ویردان جلد ۱ صفحہ ۵۳)

اہل قرآن۔ بخور و مسود و مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ امام بخاریؒ کے نزدیک بے وضو مجدد تلاوت کرنا جائز ہے آپ کی جماعت کے بزرگ اور عام مولانا حافظ عبدالستار حماد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

”امام بخاریؒ کا موقف یہ ہے کہ کسی مشقت کے پیش نظر مجدد تلاوت وضو کے بغیر کیا جاسکتا ہے۔ (عن ابن الہادی ۲/۵۵۳) لیکن امام صاحب کا استدلال محل نظر ہے۔“

(مختصر صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳)

مولانا حماد صاحب نے امام بخاریؒ کے استدلال کو ”محل نظر“ کہہ کر اسے کمزور تسلیم کیا ہے مگر چونکہ آپ کے علماء کرام کو امام بخاریؒ کی مخالفت کا ذور ہے اس لئے ان کی مخالفت سے بچنے کیلئے ان کی تعہد میں آ کر لکھ دیا ہے کہ مجدد تلاوت بغیر وضو کے درست ہے۔ (فتاویٰ نذریہ جلد ۱ صفحہ ۵۷)

۲۔ نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۷۰ پر حدیث نبویؐ ہے ”واذا قرأوا فاصوا“ کہ جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کا فریضہ قراءت کرنا اور مستحکم کا وظیفہ خاموش رہ کر امام کی قراءت کو سنانا ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو روایت کرنے والا ”ابو خالد الاحمر“ مفرد ہے (جزء القراءۃ صفحہ ۵۶) یعنی چونکہ اس کو روایت کرنے میں ابو خالد اکیلا ہے اس کے سوا اور کوئی محدث اسے بیان نہیں کرتا اس لئے یہ حدیث قابل قبول نہیں۔

آپ کی جماعت کے محدث مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحب نے بغیر تحقیق کے محض امام بخاریؒ کی تقلید میں لکھ دیا ہے کہ اس حدیث کو روایت کرنے میں ابو خالد مفرد اور اکیلا ہے۔ (ایکابر المسلمین صفحہ ۱۵۲ ابوالحسن الامام جلد ۱ صفحہ ۶۹)

امام بخاریؒ کی جس بات میں مولانا مبارکپوری صاحب نے تعہد کیا ہے نہ صرف یہ کہ کمزور اور دلیل سے خالی ہے بلکہ خلاف دلیل ہے کیونکہ اس حدیث کو روایت کرنے میں ابو خالد اکیلا نہیں بلکہ محمد بن سعد انصاریؒ بھی اس کو روایت کرتے ہیں (دلیل الطالب صفحہ ۲۹۲)

امبارکپوری صاحب اگر تحقیق سے کام لیتے تو نسائی شریف میں خود اسی مقام پر اس حدیث کے فوراً بعد متصل ہی ابو خالد والی حدیث کو محمد بن سعد انصاری بیان فرما رہے ہیں۔ لہذا امبارکپوری صاحب کا ابو خالد کو متفق قرار دینا بالکل سے نہیں ہے محض امام بخاری کی تقلید سے ہے۔

غیر مقلد:۔ بات تو آپ کی بالکل درست ہے مگر امام بخاری جیسے انہوں حدیثوں کے حافظ اور امیر المؤمنین فی الحدیث کی شعروں سے محمد بن سعد والی حدیث جیسے اوصل رہی یہاں تک کہ ابو خالد کو اکیلا متفق قرار دے دیا۔

اہل قرآن:۔ بڑے سے بڑے عالم اور محدث سے بھی کبھی خطہ ہو جایا کرتی ہے۔ امام بخاری سے یا خطا ہوئی ہے یا ممکن ہے کہ ان کو محمد بن سعد انصاری والی حدیث نہ پہنچ سکی ہو وغیرہ کئی عذر ہو سکتے ہیں لیکن اس دور میں کتب حدیث خصوصاً صحاح ستہ کی کتابیں ہر جہر شہر میں دستیاب ہیں اس کے باوجود یہ کہہ دینا کہ ابو خالد متفق رہے۔ سوائے امام بخاری کی تقلید محض کے اور کچھ نہیں۔ آپ لوگ اگر واقعی تقلید سے کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں تو حدیث نبویؐ جب امام پڑھتے تو تم خاموش رہو پڑھنا چھو جائیں اور امام کی قراءت کے وقت ہونٹوں کو حرکت تک نہ دیں اگرچہ امام بخاری کی مخالفت میں "کو ہے کے پتے چاہا" تظلیف و جھڑپ ہے۔

غیر مقلد:۔ آپ بھی عجیب ہیں ایسے طرف تو آپ حدیث کے منکر ہو کر اہل قرآن بنے ہوئے ہیں اور دوسری طرف ہمیں نصیحت فرما رہے ہیں کہ حدیث نبویؐ پڑھنا کر کے ہوئے امام کے پیچھے قراءت ترک کر دیں۔

اہل قرآن:۔ یہ بات تو خفیک ہے کہ ہم اہل قرآن ہیں صرف قرآن ہی کی اتباع کرنا ہمارا دین ہے مگر حدیث مذکور بھی قرآن کے موافق ہے کیونکہ قرآن کا حکم یہی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی اختیار کرو۔ اس لئے ہم قرآن کریم ہی کے تتبع ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم اہل حدیث حدیث کے پیرو ہیں تو آپ حدیث پڑھنا شروع کریں اور امام بخاری کی تقلید کا طوق گھٹے سے نکال چھینیں۔

غیر مقلد۔ آپ کی ساری گفتگو سے معلوم ہوا ہے کہ اہل حدیث اصول حدیث میں برا محمد شین پر اعتماد کرتے ہیں۔ یعنی حدیث کی تصحیح و تضعیف میں ان کی تقلید کرتے ہیں کیا جیسے یہ لوگ اصول حدیث میں محمد شین کی تقلید کرتے ہیں ایسے اصول تغیر میں مفسرین کی تقلید بھی کرتے ہیں؟

علمائے اصول کی تقلید

اہل قرآن۔ جنی ہاں آپ کے اہل حدیث مفسرین کی تقلید بھی کیا کرتے ہیں۔ مفسرین نے ایک ضابطہ وضع کیا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خاص سبب کا یعنی کسی آیت کے حکم کو صرف شان نزول پر بند نہیں رکھا جاتا بلکہ عموم لفظ کی وجہ سے اپنے پورے افرار و شامل ہوتا ہے۔ مثلاً سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۰۴ ایک کافر اغض بن شریق کے متعلق نازل ہوئی مگر عموم لفظ کی وجہ سے یہ ہر اس شخص کو شامل ہوئی جو بھی اغض والے برے اعمال کرے گا۔

آپ کے عالم مولانا صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں۔

”لفظ کے عموم کا اعتبار ہو گا۔ سبب نزول کے خصوص کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ پس اغض بن شریق (جس کا ذکر پہلی آیت میں ہوا) برے کردار کا ایک نمونہ ہے جو ہر اس شخص پر صادق آئے گا جو اس جیسے برے کردار کا حامل ہو گا۔“ (تفسیری حواشی صفحہ ۸۳)

یہ ضابطہ تقریباً آپ کے سارے علماء کرام کے ہاں مقبول ہے اور اس ضابطہ کی حیثیت کیا ہے وہ آپ اپنے عالم مولانا یوسف شرف الدین دہلوی صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا صاحب لکھتے ہیں۔

”احمرۃ العلوم اللفظ لا لخصوص السبب بھی قیاس ہے۔“ (فتاویٰ شاہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۸)

اہل حدیث حضرات جب علمائے اصول مفسرین کے اس ضابطہ بالفاظ دیگر ان کے قیاس کو مانتے ہیں تو وہ یقیناً ان کے مقلد ہوئے کیونکہ یہ بات تو مسلم ہے کہ کسی کے قیاسی مسائل کو قبول کرنا تقلید ہی ہے۔

غیر مقلد۔ آپ کی دلائل گفتگو سے ثابت ہوا کہ اہل حدیث حضرات لوگوں کے قیاس کو بھی تقلید قبول کر لیتے ہیں حالانکہ وہ قیاس کو کارائش کہتے ہیں اور ایک عالم نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ قیاسی مسائل

پر عمل کرنا مردانہ کھانے کے مترادف ہے۔ بعید کہ آپ نے پہلے عبارت کو کھالی ہے۔

قیاسی مسائل میں علماء کرام کی تقلید

اہل قرآن۔ آپ کے اہلحدیث اگرچہ لوگوں کو تو یہی کہتے ہیں کہ ہم صرف اور صرف قرآن و حدیث کے صریح احکام پر عمل کرتے ہیں۔ قیاس کی اتباع ہرگز نہیں کرتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے عمل میں بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جن کی جہاں مجلس قیاس ہی ہے۔ ان کے قیاسی مسائل کے سمندر میں سے ایک نپٹو حاضر خدمت ہے۔

مولانا مبشر، ہائی صاحب لکھتے ہیں۔

”قنوت وتر میں ہاتھوں کا اٹھانا نبی کریم ﷺ کی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں... جو (اہلحدیث) لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں وہ اسے قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہیں۔“ (احکام و مسائل صفحہ ۲۵۹)

ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔

”اگلی صفحہ میں سے کسی مقتدی کو پیچھے کھینچنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں... البتہ ایک امام اور ایک مقتدی والے مسئلہ پر قیاس کر کے اس کا جواز ملتا ہے۔“ (نماز نبوی صفحہ ۱۳۷)

حافظہ نعیم الحق مدنی صاحب لکھتے ہیں۔

”قیاس شرعی جب تک کسی شرعی نص کے خلاف نہ ہو وہ مجتہد ہوتا ہے۔ چونکہ علامہ جاحظ کا یہ قیاس نص شرعی کی دو غماخت اور تائید میں ہے لہذا قابل قبول ہے۔“ (کیمپس کی قرآنی کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۱)

علامہ وحید الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔

”اہل حدیث نے سنو اور سنتے کو بھی مروار پر قیاس کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث عام ہے پس ان کی کمال بھی و باغت سے پاک ہو جاتی ہے۔“ (تیسیر الباری جلد ۷ صفحہ ۷۷)

مولانا شاہ اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

”ان احادیث پر قیاس کر کے اگر کوئی میت کی طرف سے قضا نماز ادا کرے تو ثواب پہنچے

کی اسید قوی ہے"۔ (حاشیہ قہوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸)

مولانا شرف الدین دہلوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ما کوں اہم نہ یوں کی ہڈی کے جواز پر کھانہ نہیں اور غیر ما کوں اہم کے استعمال و فروخت کو باہمی دانست پر قیاس کر کے جواز پر استدلال ہو سکتا ہے"۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵)۔
مولانا حافظ عبدالرحمان صاحب لکھتے ہیں۔

"بوقت سفر الاذاع کہنا سنت ہے خواہ مسافر مقیم کو کہے یا اس کے برعکس ہو۔ حدیث میں پہلی صورت کا بیان ہے دوسری صورت کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے"۔ (مختصر صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۳)
مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں۔

"مفتویٰ کی ذوج کو عصر کی ذوج پر قیاس کرنا صحیح بلکہ اولیٰ ہے"۔
(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۶)
علامہ شوکانی صاحب لکھتے ہیں۔

"فذل ذلک علی ان العموم مختص بالقیاس"۔ (نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۸)

پس یہ دلیل ہے اس بات پر کہ عموم کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے۔

یہ آپ کے علماء کرام کے قیاسی مسائل کی ادنیٰ سی جھلک ہے جو آپ نے دیکھ لی ہے اب اس پر غور ضروری ہے کہ ان مسائل قیاسی کی حیثیت کیا ہے؟
جماعت المسلمین کے ہائی جناب مسعود صاحب فرماتے ہیں۔

"کسی شخص کا اجتہاد و قیاس نہ منزل من اللہ ہے اور نہ وہ اصل دین ہے"۔

(جماعت المسلمین اور الجہدیت صفحہ ۳)

جہاں تک میری معلومات ہیں وہ یہ ہے کہ مسعود احمد کی طرح سارے الجہدیت قیاس کو منزل من اللہ یعنی قرآن و حدیث قرار نہیں دیتے جب یہ بات ہے تو آپ لوگوں کا اپنے علماء کرام کے قیاسی مسائل کو قبول کرنا تھوید نہیں تو اور کیا ہے؟ پس میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ کے علماء نے ان

مسائل کو کتابوں میں لکھ کر لوگوں کو اپنی تقلید کی خاموش دعوت دی ہے اور عوام نے ان کی دعوت پر بیک کہا ہے۔ پس آپ کی محامہ مقلد ہوئی اور آپ کے علماء و مقلد گم ہوئے۔

غیر مقلد۔ آپ نے باحوالہ اور مدلل گفتگو سے ثابت کر دیا ہے کہ الحمدیث حضرات ہر مول پر اور ہر میدان میں تقلید کیا کرتے ہیں ان حوالہ جات کو دیکھ کر میرا سر پکڑ گیا ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ لوگ کیا بلا ہیں۔ تقریروں اور تحریروں میں تقلید کو لگائی سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ مگر عملاً سراپا مقلد ہیں۔ کیا دین کا کوئی ایسا شعبہ ہے بھی اتنا۔ جہاں ان لوگوں نے تقلید نہ کی ہو۔ شاید ایمان و عقائد میں تقلید کے قائل نہ ہوں اور صرف قرآن و حدیث ہی کی پیروی کو ضروری سمجھتے ہوں۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تقلید

اہل قرآن۔ آپ کے الحمدیث جہاں احکام یعنی مسائل فروعیہ میں تقلید کی پگھلائی ہے۔ چلے ہیں وہاں انہوں نے عقائد میں بھی مقلد ہونا پسند کیا ہے۔

آپ کی جماعت کے محترم بزرگ جناب مولانا عبدالکبیر سامرووی صاحب لکھتے ہیں۔

”الحمدیث الحمدیث کے عقائد میں فرق ہے گواہی پر تعجب ضرور ہوگا مگر حقائق کے معلوم ہونے کے بعد یہ تعجب تعجب نہیں رہ سکتا۔“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۲۳)

الحمدیث حضرات کا عقائد میں بالکل اختلاف آپ کے حلقہ میں واقعی تعجب خیز ہوگا کیونکہ آپ لوگ جب فروعی اختلاف کو فرقہ بازی اور ایک زمین اور چار مذاہب کا طعنہ دیتے ہو تو عقائد کا اختلاف قابل طعن یا کم از کم قابل تعجب کیوں نہ ہوگا۔ مگر کیا کریں کسی کا تعجب اپنی جگہ اور حقائق کا اظہار اپنی جگہ ہے۔

مولانا سامرووی صاحب حقائق کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

”الحمدیث بھی دو قسم کے ہیں ایک خالص الحمدیث اصول اور فروعاً۔ ایک فروعاً الحمدیث اصولاً غیر الحمدیث ماتریدی یا اشعری۔“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۲۳)

معلوم ہوا کہ الحمدیث عقائد کے حوالے سے دو قسم پر ہیں ایک وہ جو اپنے علمائے الحمدیث کے عقائد کے پابند ہیں۔ جبکہ دوسرے ماتریدی اور اشعری احباب کے مقلد ہیں۔

مولانا سامرووی صاحب چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں۔

”مدارس الجندیث میں خالص الجندیث کے عقائد کی کوئی چھوٹی بڑی کتاب درس میں نہ تھی۔ اسی نہیں تھی اور نہ ہی اب ہے وہی وہی نظامی اور عقائد لفظی وغیرہ اور ظاہر ہے جیسے احقر نے یہی کیا جائیگا اسی قسم کا پھل حاصل ہوگا کیونکہ اگر آج کل کے مدرسے میں جو عقائد لفظی اور عقائد لفظی سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ بڑے علماء کا کیا قصور ان کو تو تعصیب ہی اسی کی ملتی تھی۔ وہ اپنی تعصیب کے پابند ہوتے ہیں۔ مولود فطرت اسلامی پر ضرور پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ یہود و نصاریٰ بخوبی وغیرہ بنا دیا کرتے ہیں۔ بیان کے روحانی آباء واجداد کا قصور ہے کہ بڑے الجندیثوں نے ان کا احساس کیا نہ علماء نے انہیں متنبہ کیا۔“

(فتاویٰ ستارہ جلد ۳ صفحہ ۲۴)

غیر مقلد:۔ اگر آپ مولانا سامرو دی صاحب کی عبارت کی کمال انداز میں وضاحت فرمادیں تو مہربانی ہوگی۔

اہل قرآن:۔ مولانا سامرو دی صاحب کی عبارت سے چند امور معلوم ہو رہے ہیں۔

1۔ آپ کے مدارس میں خالص الجندیث عقائد کی کتاب نصاب میں داخل نہیں کی گئی۔ بڑی کتاب تو گجرا کوئی چھوٹا سا رسالہ تک نہیں پڑھایا گیا۔ بلکہ انہی حضرات کے عقائد کی کتابیں پڑھائی جاتی رہیں جن کے عقائد کو وہ قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیتے ہیں مگر مدارس میں انہی کے عقائد کو قبول کر کے ان کے مقلد بنے ہوئے ہیں۔

2۔ اشاعرہ اور ماترید یہ کے عقائد کو ٹیکر سے تشبیہ دی ہے۔ کیا یہ بات تعجب سے خالی ہو سکتی ہے کہ آپ کے الجندیث ٹیکر کی شاخیں چھاتے رہیں اور زبان سے یہ مشہور کرتے پھریں کہ ہم آج کل کھارہے ہیں۔ بالفاظ دیگر اشاعرہ اور ماترید یہ کی تقلید سے آراستہ ہوں مگر لوگوں کے سامنے یوں ڈھنڈوہا پیتے رہیں کہ ”غیر مقلدین اپنے تمام اعمال و عقائد میں کلام الہی اور حدیث نبوی پر عامل ہیں۔“

(طریق محمدی صفحہ ۱۱۸ بحوالہ مسائل غیر مقلدین صفحہ ۳۵)

3۔ علماء الجندیث عقائد میں اشاعرہ اور ماترید یہ کے مقلد اس لئے ہوئے ہیں کہ ان کے مدارس میں

یہی تعلیم دی جاتی رہی ہے اور انہیں روحانی آیا، واجد اسے یہی ورثہ ملا ہے۔ المسوس! انہوں نے قرآن کی آیت "واجدا علیہ آباءنا" کی طرف سے نظریں پٹالیں۔ حالانکہ وہ اسی آیت کو تقلید کی تردید میں پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر خود عقائد میں اپنے آباء واجد کی تقلید کو تحقیق پر ترجیح دے بیٹھے ہیں۔

لہ۔ جب احمدیہ علماء کرام کے عقائد صحیح نہیں ہیں تو عوام کے کیا صحیح ہوں گے؟ اس سے پہلے بھی معلوم ہوا کہ ان کی عوام عقائد میں اپنے علماء کی ہم کی مقلد ہے۔

مولانا سامرا دینی صاحب اسی بات کو بڑے وثوق اور چیلنج کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ "میں اپنے مختصر علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میری بات کو قطعاً ثابت کر کے افسانہ بنائیں۔ اگر آپ لوگ اشعری تہذیب اور بدترہیبی کے عقائد کے پابند نہیں۔ پھر تمہیں اپنے آپ کو احمدیہ خالص کہتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ سورج پر خائب ڈالنا چاہتے ہو یا خدا کو ذلیل سے بے نور کرنا چاہتے ہو؟" (فتاویٰ سترہ جلد ۳ صفحہ ۶۶)

غیر مقلد۔ یہ بات تو بجا ہے کہ مولانا سامرا دینی صاحب صحیح چیلنج کرتا گا فرما رہے ہیں کہ احمدیہ عقائد میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے مقلد ہیں۔ مگر اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ احمدیہ مذہب کے مطابق ایمانیات یعنی عقائد میں تو تقلید حرام ہے۔

اہل قرآن۔ احمدیہ کہتے ہوتے بھی کہہ سیتے ہیں کہ قرآنی مسائل میں بھی تقلید حرام ہے مگر محض دینی و دھرم کی کیا حیثیت ہے؟ دھرمی کو نہیں ڈھاکتی کہ دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے یا تقیہ، حقیقت وہ لوگ عقائد میں بھی تقلید کیا کرتے ہیں بلکہ بعض نے اس کا قرآن بھی کر لیا ہے کہ مقلد کا ایمان بھی معتبر ہے۔

چنانچہ علامہ وہید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔
"ایمان المقلد صحیح دلائل مختلفہ" (عربی معرقتہ الدلائل)۔ (ہدیہ المحدثی صفحہ ۱۱۳)

مقلد کا ایمان صحیح ہے اور عامی کو، دلائل کی معرفت کا مکلف نہیں بنایا جائے گا۔
اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ عامی دلائل کے پیچھے لے کر مکلف اور پابند نہیں اگر وہ اہل کا مطالبہ کے بغیر محض کسی تقلید میں۔ "میں بن جاتا ہے"۔ ایمان معتبر اور تائید قبول ہے۔

اہل قرآن۔ امام احمد بن حنبل کا یہ قول ہے کہ جو کا وقت زوال سے پہلے بھی درست ہے۔

”امام احمد بن حنبل کا یہ قول ہے کہ جو کا وقت زوال سے پہلے بھی درست ہے۔“

(تیسیم البیاری جلد ۲ صفحہ ۱۶)

اہل حدیث حضرات سے بھی ان کی تقلید میں سنی مذہب بنایا ہے کہ نماز جمعہ زوال سے پہلے بھی ادا کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث جلد ۲ صفحہ ۲۲۔ المنہج المستہدول صفحہ ۲۸۔ الروضۃ الدریۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۔ نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

حالانکہ کسی صحیح صریح حدیث میں قیل الزوال جمعہ نماز پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ اس کے برعکس صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس میں حدیث موجود ہے حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔

”بے شک نبی ﷺ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔“

(ادکام و مسائل صفحہ ۳۳۵۔ مؤ ۱۱ مبشر ربانی)

غیر مقلد۔ آپ کی تحقیقی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ ازروئے حدیث جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھنا جائز نہیں مگر اجماع سے حضرات نے محض امام احمد بن حنبل کی تقلید میں یہ کھودیا ہے کہ جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتی ہے۔ ذرا اس طرف روشنی ڈالنا پسند فرمائیں گے کہ اجماع سے حضرات نے جو امام احمد بن حنبل کی تقلید کی ہے اس میں سیاسی حکمت کیا ہو سکتی ہے؟

اہل قرآن۔ اگر بڑا کامتقدم مسلمانوں میں انتشار پھیلنا تھا۔ اجماع سے انگریز حکومت کو خدا کی رحمت سمجھنے تھے (الہیات بعد الموات صفحہ ۱۶۲) ان لئے اس کے اشارہ پر ان مسائل کو اچھا لے رہے جو مسلک احناف کے خلاف ہوں تاکہ روزانہ کی قرآنی آیات اور مسلمانوں کی قوت کمزور نہ جائے۔

غیر مقلد۔ اگر یہی بات ہے پھر تو اجماع سے حضرات مالکیہ اور شافعیہ کی تقلید بھی تو کر لے رہے ہوں گے۔ کیونکہ ان کے بھی تو کئی مسائل احناف کے مسلک سے نکراتے ہیں۔

اہل قرآن۔ آپ نے صحیح اندازہ لگایا ہے۔ اجماع سے ان اماموں کی تقلید بھی کی سے بطور جمود چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

امام شافعیؒ کی تقلید

۱۔ شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنا کلی احادیث سے ثابت ہے۔ آپؐ کی جماعت کے عالم ہمدان ہمدانی صاحب نے اس بات کا اعتراف ان لفظوں میں کیا ہے۔

”حقیقت یہ ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔“

(احکام و مسائل صفحہ ۳۸۰)

لیکن آپؐ کے احمدیٹ حضرات نے محض احناف کی ضد اور امام شافعیؒ کی تقلید میں آکر گھوڑیا ہے کہ شیعہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھتی چاہیے۔ (دستور الفتی صفحہ ۸۷۱۔ کنز العمال صفحہ ۳۳۔ سلوۃ الرسول صفحہ ۳۴۱۔ تیسرے الماری جلد ۲ صفحہ ۳۰۰)

2۔ اسی طرح آپؐ کے احمدیٹ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کے قائل ہیں یہ بھی امام شافعیؒ کی تقلید ہے ورنہ کسی صحیح حدیث میں غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت نہیں ملتا۔

غیر مقلد۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اب تک کی آپؐ کی گفتگو تحقیقی اور قابل رشک ہے مگر یہ بات بالکل ہوگس اور خلاف دلیل ہے کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے۔

اہل قرآن۔ جیسے تمہارے علماء خفیوں کو کہتے ہیں کہ اصل میں وہ تقلید تو امام ابوحنیفہؒ کی کرتے ہیں مگر لوگوں کو بہانے کیلئے چند حدیثیں بھی منظر عام پر لے آتے ہیں۔ کچھ پوچھو تو یہی حال آپؐ کا ہے آپؐ نے اس مسئلہ میں تقلید تو امام شافعیؒ کی کر رکھی ہے۔ مگر لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لئے تو لوگ بخاری و مسلم کا حوالہ دے کر مخالفین پر عرب اور اپنی تقلید پر پردہ ڈالتے ہو۔ حالانکہ نجاشی کے قصہ سے غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت بالکل نہیں۔ ہوتا اگر یہی بات میں کسی خفی خدا ترس کے حوالہ سے ذکر کروں تو آپؐ مخالف کی بات سمجھ کر رڈی میں ڈال دیں گے اس لئے میں آپؐ ہی کی جماعت کے بزرگ و مصنف کی زبانی نقل کرتا ہوں۔

آپؐ کے عالم ذوالعز شفیق الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔

”غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصہ سے دلیل لی جاتی ہے۔ یہ تصدیق بخاری اور صحیح

صاحب اس بحث شرعی کی طرف اشارہ فرما کر بتا رہے ہیں کہ ابجدیٹ نے امام مالک کی تقلید نہیں کی بلکہ حدیث پر اپنے عمل کی بنیاد رکھی ہے۔

اہل قرآن :- مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے اجماع کا سہارا لیکر کوشش کی ہے کہ ان کے گنا سے امام مالک کی تقلید کا طوق نکال لیا جائے مگر یہ ہماری کوشش ہے سو وہ ہے کیونکہ وہ دونوں حضرات ہرے سے اجماع ہی کے منکر ہیں اسے حجت اور قاضی عمل تسلیم نہیں کرتے۔

(افتادۃ الشیوخ صفحہ ۱۲۱۔ باب صفحہ ۱۰)

لہذا جب وہ دونوں صاحبان اجماع کی بحیثیت کے منکر ہیں تو اجماع کا سہارا لینا ایسا بات ہے جس پر وہ خود انہی نہیں پھر مشکل تو یہ ہے کہ اس حدیث کی اجماع سے تائید ہوتی ہی نہیں کیونکہ اجماع سے تائید تو اس وقت ہوتی جب حدیث مذکور کے مضمون کو بالافاقی امت میں قبول کر لیا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو سند کا ضعف مضر نہ ہوتا۔ حالانکہ اس کے مضمون کی قبولیت پر امت کا اجماع ہرگز نہیں۔ حتیٰ آخر نے اس مضمون کو قبول نہیں کیا بلکہ کئی ابجدیٹ نے بھی اس حدیث کو قبول کرنے کی بجائے قلعین والی حدیث پر عمل کی بنیاد رکھی ہے۔ اگرچہ یہ حدیث بھی اضطراب وغیرہ مثل کی وجہ سے ضعیف ہے۔ پس صحیح باسے یہی ہے کہ انہوں نے مسئلہ پر بحث میں امام مالک کی تقلید پر گارنٹی چلائی ہے۔

غیر مقلد :- آپ نے آنکھ ابرو میں تین اماموں کے متعلق دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ ابجدیٹ حضرات ان کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ اب امام ابو حنیفہ کی تقلید کے بارے میں بھی کچھ اشارہ فرمائیں یہ وہ موقع ہے جس کا میں شروع سے اب تک انتظار کر رہا ہوں برائے کرم اب بلا تاخیر دراز اس کی وضاحت فرمائیں۔

امام ابو حنیفہ کی تقلید

اہل قرآن :- آپ کے ابجدیٹ کو تقلید کی بجائے کٹھنٹی لگی ہے کہ بڑے بڑے جرئیل اور بڑا دم خود مجتہد بھی اس سے جان نہیں چھڑا سکے۔ پھر اس وقت تو حیرت کی انتہا ہو جاتی ہے جب یہ لوگ تقلید بھی

امام ابو حنیفہ کی کرتے ہیں۔ کسی عجیب بات ہے کہ آپ لوگ خطیوں کو امام صاحب کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور خود چھپ چھپ کر ان کی تقلید کر کرتے ہیں۔ محرک تک نہیں گئے۔

تم کو نرا شرم سہی مجھ کو اکھ ضبہ

الفت و دراز ہے جو چھپایا نہ جاسے گا

اب آئیے اور سنتے جائیے کہ آپ لوگ امام ابو حنیفہ کی تقلید کے کیسے خونگرم ہیں۔ وکیل احمد بیٹ مولانا محمد حسین بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”مولوی رشید احمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ خاکسار (مولانا بنالوی صاحب) کو جو کچھ اہل ارشاد میں کئی جگہ سرگروہ و فرقہ غیر مقلدین کہا گیا ہے یہ مجھے ناگوار گذرا ہے ہم لوگ جو اس گروہ سے ہم کی طرف منسوب ہیں۔ منصومات میں قرآن و حدیث کے پیرو ہیں اور جہاں نص نہ ملے وہاں صحابہ تابعین و آئمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں خصوصاً احمد مذہب حنفی کی جن کے اصول و فروع کی کتب ہم لوگوں کے مطالعہ میں رہتی ہیں۔“ (اشادۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۲۹۰)

حنفی عالم مولانا ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب نے ایک کتاب بنام ”تاریخ ختم نبوت“ تحریر فرمائی ہے اس میں اہلحدیث کے اخبارات کے فوائد اور کس شائع کیے ہیں۔ اس عبارت کا عکس ”تاریخ ختم نبوت صفحہ ۲۵۵“ پر دیکھ چ سکتا ہے۔

مولانا بنالوی صاحب نے کیسے وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے کہ ہم اہلحدیث لوگ جہاں نص نہ ملے وہاں باقی آئمہ کی مموماً اور آئمہ احناف کی خصوصاً تقلید کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ”غیر مقلد“ کا لفظ ناگوار گذرا۔

غیر مقلد: مولانا بنالوی صاحب صرف خود ہی آئمہ احناف کی تقلید کیا کرتے تھے یا دوسروں کو بھی اس کا درس دیا ہے۔ کچھ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ آخر میں بنالوی صاحب اہلحدیث حضرات کو یہ تاکید تھم دیا کرتے تھے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

اہل قرآن: ہاں یہ بات بڑی بڑ لطف ہے کہ مولانا بنالوی صاحب نہ صرف اپنے لئے تقلید کو پسند کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی اس کا درس دیا کرتے تھے۔

چنانچہ بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”خاکسار نے رسالہ نمبر ۶ جلد ۴ کے صفحہ ۲۰۱ اپنے بعض اخوان اور احباب اجمہدیت کو یہ مشورہ دیا ہے کہ اگر ان کو اجتہاد مطلق کا دعویٰ نہیں اور جہاں نص قرآنی اور حدیث نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے افکار نہیں تو وہ مذہب حنفی یا مذہب شافعی (جس مذہب کے فقہ و اصول پر بوقت نص نہ ملے کے وہ چلتے ہوں) کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں۔“ (اشاہد النہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۹۱)

اس عبارت کا ٹکس ”تاریخ ختم نبوہ صفحہ ۳۵۶“ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

مولانا بنالوی صاحب نے جب اپنے اجمہدیت احباب کو تقلید کا درس دیا ہے تو انہیں یہ خیال ہوا ہو گا کہ شاید میری اس نصیحت اور خیر خواہی کو بعض اجمہدیت حضرات قبول نہ کریں اس لئے میاں صاحب کی ذات گرامی کو سامنے آکر دعوت دی ہے کہ جب وہ شمس العلماء ہو کر تقلید کرتے تھے اگر تم تقلید کرو گے تو کیا حرج ہے۔

چنانچہ بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”جس مسئلہ میں حدیث صحیحہ تھی لیکن اس مسئلہ میں میں ائیں اقوال مذہب امام سے کسی قول پر صرف اس ٹکس قطعی سے کہ اس مسئلہ کی دلیل ان کو پہنچی ہوگی تقلید کر لیتا ہوں۔ ایسا ہی ہمارے شاہ شیخ النکل (میاں صاحب) کا مدت العمری عمل رہا۔“ (اشاہد النہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۱۰)

اس عبارت کا ٹکس ”تاریخ ختم نبوہ صفحہ ۳۳۸“ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ میاں صاحب اور مولانا بنالوی صاحب کو جب کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث سے صریح دلیل نہ ملتی تھی تو تقلید کا ہارنگلے میں ڈال لیا کرتے تھے۔

غیر مقلد۔ تاریخ ختم نبوہ کے ذریعے سے تو اکابر اجمہدیت کا مقلد ہونا برسرِ شہر میں معلوم ہو گیا ہو گا۔ آخر احناف کا اس پر کیا تبصرہ ہے؟

اہل قرآن۔ علمائے احناف کا ردِ عمل تو مجھے معلوم نہیں البتہ گاؤں کے ایک چوپدری نے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

گاؤں کے چوہدری کا تبصرہ:۔ میاں صاحب اور بنالوی صاحب غیر مقلدین کے حلقہ میں مرتبہ اجتہاد پر قائم سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان کو بھی تقلید کی ضرورت پڑتی تھی تو دوسرے غیر مقلدین کو تقلید سے اعراض کیوں اور کیسے ہے؟ کیا وہ علم و عقل اور اجتہاد و تفتہ میں ان دونوں سے بڑھ کر ہیں اگر تقلید کی وجہ سے وہ دونوں کا فخر مشترک بدعتی اور اہلحدیث سے خارج نہیں ہوئے تو زمانہ حال کے غیر مقلدین بھی تقلید کر لیں تو کیا مضائقہ ہوگا۔

مولانا بنالوی صاحب نے بھی "میاں صاحب" کی نامی گرامی شخصیت کو درمیان میں لا کر اسی بات کو سمجھایا ہے کہ جب میاں صاحب بہت اونچے مقام و مرتبہ کے مالک ہونے کے باوجود تقلید کرتے تھے تو تم بھی کرو۔

چنانچہ بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

"اگر آپ کو اجتہاد و مطلق کا دعویٰ نہیں ہے اور جہاں نص نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں..... حضرت شیخنا و شیخ النکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب شمس العلماء و بلوئی بھی ایسے ہی تھے کہ وہ اہلحدیث کے سردار بھی تھے اور حنفی بھی کہلاتے تھے اور حنفی مذہب کی کتب متون و شروح اور فتاویٰ پر فتویٰ دیتے تھے۔" (اشادۃ السنہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۵)

اس عبارت کا عکس "تاریخ فتنہ ہند صفحہ ۳۵۵" پر موجود ہے۔

مولانا بنالوی صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ میاں صاحب فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ "فتاویٰ نذیریہ" فقہ حنفی کے حوالوں سے لبریز ہے۔ غیر مقلدین کی سر توڑ کوشش ہے کہ دنیا سے فقہ حنفی کو ختم کر دیا جائے مگر شوائی قسمت کہ ایک صدی گزر چکی ہے ابھی تک وہ اس فقہ کو اپنے فتاویٰ سے نہیں نکال سکے فقہ حنفی ابھی تک ان کے سینے پر مونگ دل رہی ہے۔ حتیٰ کہ اس نے اپنی ایک ہی انگریزی میں ان کے "شیخ النکل فی النکل" کو اپنا گرویدہ بنایا ہے۔

غیر مقلد:۔ گاؤں کا چوہدری بھی آپ کی طرح ہماری کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ رکھتا ہے۔ مگر آپ تھوڑی دیر کے لئے ان کی بات روک کر یہ بتائیں کہ "میاں صاحب" فقہ حنفی کے گرویدہ کیسے تھے؟

اہل قرآن۔۔ میاں صاحب کی گردیدگی میں گاؤں کے چودہری کی زبانی سنا رہا تھا۔ مگر آپ نے درمیان میں روک لیا ہے۔ اب آپ ان کی زبانی ہی سنیں۔ ان کا کہنا ہے کہ باقی رہی یہ بات کہ فقہ حنفی نے انہیں کس حد تک اپنا گرویدہ بنایا ہے۔ یہ غیر مقلد مسورخ کی نہ بانی بنے۔

سیرت ثانی کے محقق "میاں صاحب" کے متعلق لکھتے ہیں۔

"فقہ سنیہ پر حدیث سے زیادہ غور تھا"۔

(حاشیہ سیرت ثانی صفحہ ۱۲۰ بحوالہ غیر مقلدین کی ڈائری صفحہ ۲۰۱)

جب فقہ حنفی غیر مقلدین کے فتاویٰ کی زبانت بن چکی ہے اور شیخ الفنی انکل جیسے سارا بھی اس کے تمام بن چکے ہیں تو اب غیر مقلدین اس فقہ کو مٹانے کے خواب چھوڑ دیں۔ کیونکہ یہ ایسے خواب ہیں جو ان شاء اللہ کبھی بھی شرمندہ واقعہ نہیں ہوں گے۔

نور خدا ہے فتن کی حرکت یہ خندہ برن

پہلوگوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے کب

گاؤں کے چودہریں کا تہرہ و خمر ہوں

غیر مقلد۔۔ آپ نے ائمہ السنہ کے حوالے سے بتایا کہ مولانا ابوالوی صاحب آغا حلف کی باقرہ خود تہذیب کیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ تو تقلید کے سخت مخالف تھے۔ تہذیب بھی انہی دس مسائل میں سے ایک ہے جن کو ابوالوی صاحب نے ایک اثنیہار کی صورت میں پورے ملک کے اندر پھیلا کر پوری دنیاے حبیب کو پہنچایا تھا کہ ان کا جواب دو اور ہر جواب گئے بدلے دس روپے انعام وصول کرو۔ سنا ہے کہ دیوبندیوں کے عالم شیخ ابوالکلام مولانا محمود حسن صاحب نے ان دس سوالوں کا جواب بھی لکھا ہے جو "اول کاملہ" کے عنوان سے شائع ہوا۔ بہر حال آپ سے صرف یہ بات پوچھنی ہے کہ جب ابوالوی صاحب اس قدر تقلید کے خلاف تھے تو پھر وہ تقلید خصوصاً آغا حلف کی تقلید کے لئے کیے کیا کرنا ہو گئے؟

اہل قرآن۔۔ مولانا ابوالوی صاحب پہلے تقلید کے ازلی دشمن تھے۔ بڑھ چڑھ کر اس کی تردید کی۔ اپنے قلم کا پورا زور صرف کر دیا مگر ہوا یہ کہ احمدیہ حضرات کے بڑے بڑے عالم مناظر مصنف "مبلغ"

خطیب صحافی اور جماعت کے متحرک قسم کے افراد اپنے مذہب کو خیر باد کہہ کر مرزائی ہو گئے۔ ان مرزائی بننے والوں میں اکثر مولانا ہالوی صاحب کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد تھے۔ جیسے کہ اس کا اعتراف خود ہالوی صاحب نے اپنے اخبار ”اشاعت الہیہ“ جلد ۵ صفحہ ۱۳۵ میں کیا ہے۔ (تاریخ ختم نبوت صفحہ ۲۶۶) خواص کے علاوہ عوام میں سے جو لوگ مرزائی بنے ہیں ان کا تو شمار مشکل ہے البتہ اجمالی طور پر مولانا ہالوی صاحب سے یوں بیان کیا ہے۔

”یہ بلاہ قادیانی کے اتباع کی اکثر اسی فرقہ میں پھیلی ہے جو عوامی و جاہلی ہو کر مطلق تقلید کے تارک و غیر مقلد بن گئے ہیں یا ان لوگوں میں جو شیعری کہلاتے ہیں۔ جو درحقیقت اس قسم کے غیر مقلدوں کی برائے (شیخ) ہیں۔“ (اشاعت الہیہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۷)

اس عبارت کا عکس ”تاریخ ختم نبوت“ صفحہ ۳۸۱ پر دیکھ سکتے ہیں۔

ہالوی صاحب نے جب اپنے اہلحدیثوں کو دھڑا دھڑا مرزائی ٹیپائی اور مرتد ہوتے دیکھا تو پھر اپنا پیچھن سالہ تجربہ ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

”پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر و ارتداد و فتنے کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں۔ مگر دینداروں کے بے دین ہونے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے کہ وہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں۔ اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔“ (اشاعت الہیہ نمبر ۲ جلد ۱ مطبوعہ ۱۸۸۵ء)

یہ وہ بھیا تک نتائج تھے جنہیں دیکھ کر ہالوی صاحب کو تقلید کے بارے میں نظر ثانی کرنی پڑی اور تقلید میں انہیں ایمان و اعمال کی سلامتی نظر آئی۔ اس لئے وہ تقلید کی حمایت و تائید میں بہت کچھ لکھ گئے بلکہ خود بھی آخر احناف کی تقلید کرتے شروع کر دی۔

غیر مقلد: آپ نے ذوالقائدہ ۱۲۷۱ھ فرمایا ہے کہ مولانا ہالوی صاحب آخر احناف کی تقلید کرتے

بیان نہیں کر سکتا۔ آخر الحمدیٹ کو کیا مصیبت واقع ہوئی انہوں نے ہمارے ساتھ منافقانہ کردار کیوں اختیار کیا ہے؟

اہل قرآن۔ یہ بات تو آپ اپنے علماء ہی سے پوچھیں کہ وہ منافقت کر کے الحمدیٹ لوگوں کو کیوں بدنام کر رہے ہیں۔ البتہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب کی ایک بات آپ کو سنانا ہوں۔ جو انہوں نے اپنے الحمدیٹ کے متعلق لکھی ہے وہ بات یہ ہے کہ الحمدیٹ کی مثال اس واقعہ کی سی ہے جو جب وعظ کرتا ہے تو مال و دولت کی خدمت میں زمین و آسمان کے قلوبے مار دیتا ہے۔ مگر جب خود اسے موقع ملتا ہے تو مال و زر چرا کر بھاگ جاتا ہے۔ (مکملہ (جید صفحہ ۱۵۴)

نواب صاحب نے تھیک تھیک تصویر پیش کی ہے اور بڑے اچھے انداز میں منظم کشی کی ہے کہ یہ الحمدیٹ لوگ بھیجیں بدلتے رہتے ہیں۔ ایک حالت یہ ہوتی ہے کہ تقلید کی خدمت میں رات و روز ایک کئے ہوتے ہیں اور دوسرا موقع یہ بھی دیکھتے ہیں آتا ہے کہ یہ لوگ عام مقلدین سے بھی شدید بلکہ شدید ترین مقلد بنے بیٹھے ہوتے ہیں۔

غیر مقلد۔ آپ نے شروع میں وعدہ فرمایا تھا کہ میں آپ کو وقت آنے پر بتاؤں گا کہ الحمدیٹ جب تقلید کرنے اور گمراہی پر راضی ہوئے تو امام ابو حنیفہ اور فقہائے احناف کی تقلید کرنے لگ گئے اور حنفی کہلوانے کو اہلسنت ہونے کی نشانی قرار دے دیا۔ آپ نے امام ابو حنیفہ کی تقلید کا تو ثبوت دے دیا ہے مگر فقہائے احناف کی تقلید اور حنفی کہلوانے کو حنفی ہونے کی علامت قرار دینے کا اب تک ثبوت نہیں دیا۔

فقہائے احناف کی تقلید

اہل قرآن۔ یہ بات بھی حیرت کی ہے کہ الحمدیٹ حضرات کئی مسائل میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں مگر اس سے بڑھ کر حیرت یہ ہے کہ الحمدیٹ امام صاحب کے مقلدین یعنی فقہائے احناف کی بھی تقلید کر لیتے ہیں۔

پتا چلے الحمدیٹ عالم مولانا ابوطاہر بھاری صاحب لکھتے ہیں۔

”آج وہ (الحمدیٹ) جس کا دعویٰ ہے کہ میں شیخ قرآن و سنت ہوں ان کی حالت یہ

مذہبی حلقوں نے ہوا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۵۵)

اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔

۱۔ مجددیہ تحقیق کا مزوہ وسیع کر چکے کے باوجود بھی علم میراث کے سمندر میں اٹھل کود سے ڈرتے رہے ہاں جو اس بحر حقیق کے غوطہ زن بنے یعنی صاحب سراپہ۔ ان کی کئی پکائی روٹیاں کھاتے رہے اور جب پیٹ بھر گیا تو انہیں باقائے امت و محدث اور دلائل سے خالی مصحف قرار دے دیا۔

۲۔ قطع نظر اس سے کہ صاحب سراپہ مستند محدث ہیں یا نہیں؟ اتنی بات ضرور ثابت ہو رہی ہے کہ فتاویٰ ثنائیہ کے مفتی کے زمانہ تک علماء احمدیہ صاحب سراپہ کے مقلد رہے ہیں اور ”اتحاد و احکام“ آیت کی زد میں تھے اور یہ وہی آیت ہے جسکو آپ لوگ تقلید کی تردید میں مقلدین کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے انکار تو دایمہ طویل عرصہ تک بزعیم خود تقلید کی جمعیت چلتے رہے ہیں۔

غیر مقلد۔ فتاویٰ ثنائیہ سے پہلے جب ہمارے احمدیہ فقہائے احناف کی تقلید میں زندگی گزار رہے تھے کیا کسی عام نے بھی اس کے خلاف آواز احتجاج بلند نہیں کی کہ سارے علماء کرام اس پر اصرار سکوتی کر چکے تھے۔ کوئی تو اصرار جو اس واسطے قلم کے خلاف اٹھ اٹھاتا۔ اچھا یہ باتیں بعد میں فقہائے حنفیہ کی تقلید کرنے پر کسی نے اس کی تردید میں نہ پاؤں و قلم کو جنبش دی ہے!

اہل قرآن۔ بعض علماء نے اس کا تردید کی خوش لیا۔ یہی نعم و غمہ اور دکھ کا اظہار کیا بلکہ انہیں شرع بھی دلائی کہ احمدیہ ہو کر مقلدین کے در پر کمر بستہ گدائی کیوں لئے کھڑے رہتے ہو اور ان کی تقلید میں کیوں مدد دوش دوتے؟

چنانچہ جمعیت احمدیہ کے سیکرٹری مولانا عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں۔
 ”ان لوگوں کو شرم نہ آئی کہ یہ جو اپنے آپ کو احمدیہ کہتے ہیں بلکہ سردار احمدیہ کہتے ہیں اور تقریروں میں جب نہ باب احمدیہ بیان کرتے ہیں تو حدیث نبوی ﷺ کی تشریح کرتے ہوئے خاص طور پر لکھری کی چھٹی بنا کر دکھاتے ہیں کہ یہ سیدھی چھٹی نہ باب احمدیہ ہے جو صحابہ کرام نے لکھی تھی اور ان کے وقت سے برابر چلا آتا ہے اور یہ نسخہ جی پچایاں دوسرے فرقے والے ہیں جو

اہل قرآن :- جی ہاں۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ تمہارے شیخ اہل میاں صاحب سے مسئلہ پوچھا گیا مگر تمہوں نے کتاب وسنت سے دلیل دینے کی بجائے سادات حنفیہ کے قول کو بلبلور و لیل پیش کر دیا جیسا کہ "الحمیۃ بعد الحمۃ" میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میاں غزیر حسین صاحب گاڑی میں سوار ہو کر "وہابی" ریلوے اسٹیشن کی طرف چارہے تھے۔ مولانا ابراہیم اردنی بھی آپ کے ساتھ تھے مولانا ابراہیم صاحب نے سارٹھی کے بارے میں دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے اس کو پہننا جائز ہے؟ میاں صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے سادات اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ مولانا ابراہیم صاحب نے فرمایا "ان سادات کا قول کوئی شرعی دلیل تو نہیں ہے تو میاں صاحب نے فرمایا "کیا کہہ رہے ہو کیا وہ لوگ جاہل تھے؟" گھاس چھیلے تھے۔ بس تم ہی ایک عقلمند پیدا ہوئے ہو۔ (محصلہ الحمیۃ بعد الحمۃ صفحہ ۱۶۶)

میاں صاحب کو چاہیے تھا کہ دلیل شرعی یعنی قرآن و حدیث پیش کرتے ہوئے محض مساواتِ حیات کا قول ان کی تھلید میں پیش کر کے فتویٰ دینے کی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں۔ بلکہ دلیل کے مطالبہ پر انکارا راض بھی ہو رہے ہیں۔ اگر اسی طرح کوئی مقلد اپنے آئندہ پر اعتماد کر کے ان کے اقوال سے فتویٰ دیتا تو اس سے چاروں کی جان پر آفت نوبت جزقی اور سارا عالم بظنیر کے پیٹ میں درواغ بننے لگتا۔

قرآن کی آیتیں پڑھ کر خوب شور و غل مچایا جاتا کوئی پڑھتا "وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" اور کوئی یہ تلاوت کرتا "وَإِلَّا فَعَلَّامٌ" انزل اللہ تعالیٰ علیہ آیت یہ پڑھ کر نہ "أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّؤْتَمَرُونَ" اور کوئی یہ آیت پڑھ کر نہ "وَمَا أَصْحَابُ النَّارِ إِلَّا فِيهَا" اور کوئی یہ آیت پڑھ کر نہ "وَمَا أَصْحَابُ النَّارِ إِلَّا فِيهَا" اور کوئی یہ آیت پڑھ کر نہ "وَمَا أَصْحَابُ النَّارِ إِلَّا فِيهَا"

(کچھ دیگر غیر مقلدین کے ساتھ صفحہ ۱۸۴)

غیر مقلد۔ آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے جو بھی دعویٰ کیا ہے اسے ہر سے بڑے علماء کرام کی کتابوں سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن ایک بات اب تک باقی رہ گئی کہ احمدیت "مذہبی" کہلوانے کو اہل سنت کا شعار سمجھتے رہے ہو سکے تو اس بات کا ثبوت پیش کریں۔

اہل قرآن:- بڑھتے-آپ کی جماعت کے سرخیل مولانا محمد حسین بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔
 "آج کل کے جنس الہدیت کہلانے والوں میں سچریت 'مرزا نیت' چکر لوی سے معتزلت
 ورفضیت پھیلتی جاتی ہے۔ الہدیت کے ساتھ لفظ 'حقی' ملائے سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اس لقب کا
 مصداق کسی الہدیت ہے نہ معتزلی اور مرزائی اور نہ سچری اور نہ افضی وغیرہ۔"

اس کا مکمل تاریخ ختم ہوا صفحہ ۳۳۹ پر دیکھ جا سکتا ہے۔

غیر مقلد۔ ہائے امارت احمدیٹ کی تاریخ کیسے غیر متاک ہے ان کا دین کیسے لوگوں میں
 بنا ہوا ہے۔ افسوس کیا مصیبت ہے کہ امارت علماء تقلید کے اتنے خوشگوار کیسے دے گئے اگر یہ لوگ صرف
 محدثین وغیرہ کی تقلید کرتے تو اگلی قدرے سنبھلا ہو سکتا مگر یہ تو آخر احمالت کی تقلید پر جم گئے جو ہم
 اصغر پر پھاڑ گرائے کے مترادف ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر قیامت یہ ہے کہ یہ لوگ کبھی ہونے کے
 لئے "حنفی" کہلوانے کو ضروری سمجھتے گئے۔ اہل حق کی پہچان کے لئے بھی "حنفی" ہونے کو معیار قرار
 دیتے رہے گویا ان کے بقول ہندوستان میں "حنفی" لیسٹل کے بغیر انسان اہل باطل کا فرد شمار ہوگا۔ مجھے
 ان علماء سے چیز اتنی پوری ہے۔ انہوں نے میرے اعتماد و اعتقاد کو نہایت بڑے طریقے سے تحسین
 پہنچائی ہے۔ احمدیٹ کا کوئی مدرسہ ایسا بھی ہے جہاں تقلید سے بہت کر خالص قرآن و حدیث کی تعلیم
 ہوتا کہ ہم اپنی اوناہ کو وہاں تعلیم دلا سکیں۔

اہل قرآن۔ ممکن ہے کہ بہت سے لوگ حتیٰ کہ مقتدین بھی اس سے اتفاق نہ کریں کہ طلباء اپنے
 اساتذہ کے مقلد ہوا کرتے ہیں۔ مگر وکیل احمدیٹ مولانا محمد حسین بناوٹی صاحب کی تحقیق یہی ہے کہ
 ہر طالب علم ابتداء میں اپنے استاد کا مقلد ہوتا ہے۔

اساتذہ کرام کی تقلید

امام بخاریؒ کو محدثین اور مورخین بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی امام شافعیؒ کا مقلد قرار دیا
 ہے (ایجد اعلام جلد ۳ صفحہ ۱۲۶) مگر کچھ لوگوں کو یہ بات ناگوار لگتی ہے۔ اس لئے وہ اس میں تاویل کا
 بیونہ لگانا ضروری سمجھتے ہیں۔ مولانا محمد حسین بناوٹی صاحب بھی اسے تاویل کی مذکر کرتے ہیں۔ جس کا
 حاصل مطلب "احمدیٹ امرتسر" میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"ممکن ہے کہ ابتداء میں شافعی کے مقلد ہوں پھر وجہ اجتہاد پر پہنچ کر خود مجتہد مطلق ہو گئے
 ہوں اس پر ایک فاضل حیدر آبادی نے اخبار احمدیٹ میں لکھا کہ اس پر کتاب وسنت سے کیا دلیل ہے
 کہ مجتہد ابتداء میں ضرور مقلد ہو۔ اس کے جواب میں مولوی (بناوٹی) صاحب نے رسالہ "الحدیث"
 بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ صفحہ ۳۵ میں فرمایا کہ اس پر کتاب کی شہادت ضروری نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں جو

یہ کتب میں قاعدہ بغدادی یا پہلا سپارہ پڑھتا ہے یا نماز یا کلمہ شہادت سیکھتا ہے تو اس وقت وہ اس کا مقلد ہی ہوتا ہے۔

(اخبار الامجدیٹ امرتسر ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ ص ۱۰۰)

اس عبارت کا عکس "تاریخ ختم نبوت صفحہ ۲۰۱" پر دیکھ سکتے ہیں۔

اگر ثانوی صاحب کی یہ بات درست ہے کہ ابتدائی طالب علم اپنے استاد کا مقلد ہوتا ہے تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ امجدیٹ کے جو بچے ان کے مدارس میں پڑھتے ہیں وہ اپنے استاد کے مقلد ہوتے ہیں اور جب یہ بات ہوتی تو آپ کے سوال کا جواب آسانی سے نکل آیا اور وہ یہ ہے کہ امجدیٹ کا کوئی مدرسہ بھی ایسا نہیں جہاں تعلیم سے بیزار رہ کر خلافت قرآن و حدیث کے سانی پشمر سے سیراب کیا جاتا ہو۔

افسوس آپ لوگوں کی یہ خواہش ہوا کرتی ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں داخل کرائیں جہاں قرآن و حدیث کے صریح تصویص کی تعلیم دی جاتی ہو مگر کسی کو کیا معلوم کہ وہاں جو بچے پڑھتے ہیں وہ اپنے استادوں کے مقلد بنے ہوتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہر طالب علم اور فاضل کے وقتی نظریات ہوتے ہیں اور وہ انہی مسائل کا پابند ہوتا ہے جو اس کے استاد کے ہوتے ہیں اور مولانا عید الجلیل صاحب سامروہی صاحب نے تو اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے کہ امجدیٹ علماء کے عقد مذکور متاثر ہوتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کو استاد کی تعلیم ہی اسی طرح کی دی گئی ہے۔ چنانچہ سامروہی صاحب لکھتے ہیں۔

"بڑے علماء کا کیا قصور ہے؟ ان کو تو تعلیم ہی اسی کی ملی ہے تھی وہ اپنی تعلیم کے پابند ہوتے ہیں۔"

(فتاویٰ ستاریہ جلد ۲ ص ۲۰۰)

یہ عبارت پہلے میں آپ کو مفصل طور پر سنا چکا ہوں۔ بہر حال مولانا ثنائی صاحب کی تحقیق کے پیش نظر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ امجدیٹ مدارس میں پڑھنے والے طلباء اپنے استاد کے مقلد ہوتے ہیں لہذا ان کی عبارت کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ امجدیٹ کا کوئی مدرسہ ایسا نہیں ہے جہاں تعلیم سے کنارہ کشتی ہو۔

اہل حدیث کے اہل تقلید ہونے کا مجھے اس قدر یقین ہو گیا ہے جیسے مجھے جلد آپ سب لوگوں کو یہ یقین ہے کہ اس وقت سورج نکلا ہوا ہے اور دن روشن ہے۔

اہل قرآن :- یعنی آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ اہل حدیث دراصل اہل تقلید ہیں یا ان کو اس سے زیادہ آپ نے یہ جان لیا ہے کہ ان کی تقلید میں وسعت ہے کہ یہ لوگ بہت سوں کی تقلید کے شیعہ الی ہیں۔ مگر میں آپ کو اب یہ بتانے کی خواہش رکھتا ہوں کہ اہل حدیث کی تقلید عام مقلدین کی تقلید سے کئی گنا تکمیل اور بہت ہی خطرناک وجہ کی تقلید ہے۔

غیر مقلد :- اہل حدیث کے مقلد ہونے پر جو کچھ میں بوش وواس کی سلفاتی کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں وہ احساس کی دنیا میں مجھے اور میرے جیسے حسرتی لوگوں پر بھی گرا دینے کے مترادف ہے۔ مگر آپ تو اس سے بھی زیادہ خطرے کی گھنٹی بنا چاہتے ہیں۔ کیا واقعی اہل حدیث کی تقلید عام مقلدین کی تقلید سے تکمیل ہے؟ آپ نے جہاں اور بہت سی معلومات کے ذریعہ میرے دل و دماغ کو روشن کر دیا وہاں ذرا اس کی بھی وضاحت فرمادیں کہ اہل حدیث کی تقلید تکمیل کیسے ہے؟ ان کی تقلید اور مقلدین کی تقلید میں کیا فرق ہے؟

خاتمة الكتاب

اہل حدیث اور عام مقلدین کی تقلید میں فرق

اہل قرآن :- ایک فرق پہلے قائم کیا ہے کہ عام مقلدین صرف اپنے اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں۔ جبکہ اہل حدیث بہت سوں کی تقلید کرتے ہیں۔ اب یہ مشکل آپ ہی حل فرمائیں کہ آپ لوگ تقلید شخصی میں ایک امام کی تقلید کو شرک کہتے ہو تو کئی آخر کرام کی تقلید کتاب و شرک ہوگی۔ آپ تقلید شخصی کے شرک کو مذہبی فرض کہیں تو تقلید مطلق کو شرک کا سمندر کو پہنچے گا۔

غیر مقلد :- مجھ سے مشکل حل نہیں ہو سکتی اور ذوق میں اس پر توجہ نہیں ہوئی کہ آپ سے غمراہ سکوں۔ میں آپ آداب مناظرہ سے بہت کراہت سابق القیام و تحقیر کے بیانیہ میں بتائیں کہ اہل حدیث کی تقلید تکمیل اور خطرناک کسی طرح ہے۔

نا اہل کی تقلید

اہل قرآن عام مقلدین اور اہل حدیث کی تقلید میں کئی فرق ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مقلدین ان آئمہ کرام کی تقلید کرتے ہیں جن کے اجتہاد اور فقہیت کے وہ ہے کہ پوری امت نے تسلیم کیا ہے۔ جبکہ اہل حدیث نے تقلید کے لئے ان لوگوں کا انتخاب کیا ہے جو اجتہاد کی دولت سے محروم ہیں۔ فقہات اور دینی اسکالر کے حوالے سے علم اور ہائیکل اہل نا اہل ہیں۔

جناح سرخس ائمہ حدیث مولانا محمد حسین بنانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ایسے ائمہ و محدث احادیث پر عمل کرنے والے محققوں اور مذاہب مشہورہ کے مقلدوں میں سرسختی نہیں ہے ہاں یہ فرق ہے کہ وہ آئمہ مجتہدین مسلمہ الاجتہاد کے مقلد ہیں اور یہ غیر مجتہدین کے مقلد۔ یہ مقلد نام کے محقق جیسے احادیث غیر صحیحہ کے تسلیم میں بے ضبطی کر رہے ہیں۔ ویسے ہی احادیث صحیحہ و حسنہ الاصحاح عمل کو رد کرنے میں بے ضبط ہو رہے ہیں۔"

(اشاعت السنۃ جلد المکوال تعلیقات مطبوعہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۳)

بنانوی صاحب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ عام مقلدین ان آئمہ مجتہدین کی تقلید سے آراستہ ہیں۔ جن کے اجتہاد و فقہ کو پوری امت نے سراہا ہے اور اس خوبی کی وجہ سے ان کی خوب مدح سرائی کی ہے۔ اہل تقلید کا کہنا ہے کہ انہی مسلمہ الاجتہاد مجتہدین کی تقلید حدیث بخاری کی رو سے ضروری معلوم ہوتی ہے جیسا کہ مشائخ کے شرواح میں علامہ وحید الزمان صاحب کا اقرار و اعتراف آپ کو دکھایا جاوے گا۔

لیکن آپ کے ائمہ حدیث نا اہل لوگوں کی تقلید کرتے ہیں۔ جن کے پیچھے لگنا قیامت کو پکارتے اور اسے دعوت دینے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ

"اذا لودا المرأی غیر اعلیٰ فمظہر السیئہ"۔ (صحیح بخاری)

جب معاملہ اہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ معاملہ اور خصوصاً اپنی معاملہ اہل کے حوالے کرنا قیامت کو نہ پا کرنا ہے آپ لوگ قیامت کو دعوت دینے والی تقلید بھی کر رہے ہیں اور ایمان سے بے رغبتی بھی کر رہے ہیں کہ ہم لوگ صرف اور صرف قرآن و حدیث کے صریح احکام پر عمل کرتے ہیں۔

اس سے عام مقلدین اور ائمہ ریٹ کی تقلید کا فرق واضح ہو رہا ہے۔ کہ وہ اسکی تقلید کرتے ہیں جسے آپ کے بعض علماء واجب کہتے ہیں جیسا کہ حوالہ بات میں پہلے دکھا چکا ہوں۔ جبکہ آپ لوگ قیامت: حلال دینے والی تقلید کرتے ہیں اس لئے آپ کا وجود قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

غیر مقلد۔۔۔ جب ہماری یعنی ائمہ ریٹ کی تقلید اتنی سنگین اور خطرناک ہے کہ وہ اپنی شدت کی وجہ سے تو یہ قیامت کو لا کھڑا کرنے والی ہے تو پھر ہمیں غیر مقلد کیوں کہا جاتا ہے۔ ائمہ ریٹ کے پیارے اور اعزازی نام کی بجائے ہمارے لئے لوگ "غیر مقلد" کا انتخاب کیوں کرتے ہیں؟

اہل قرآن۔۔۔ آپ کو ابھی جو مولانا مالوئی صاحب کی عبارت دکھائی ہے آپ نے اس میں غور نہیں کیا اور نہ آپ یہ اشکال ہی نہ کرتے۔ آپ کے اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ آپ دُک مقلد حقیقت اور واقعہ کے اعتبار سے ہیں۔ جبکہ غیر مقلد آپ کے محض دعویٰ کو دیکھ کر کہا جاتا ہے۔ یعنی آپ میرا نام غیر مقلد ہیں۔ یعنی صرف نام رکھنے کی وجہ سے آپ مشہور ہو گئے جیسا کہ مولانا مالوئی صاحب کی عبارت سے "مقلد نام کے محقق" سے واضح ہو رہا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ محض نام رکھنے سے تو حقیقت نہیں بدل جاتی۔

جیسے کالے آدمی کا نام کا فور رکھ دیا جائے جس کا رنگ سفید ہوتا ہے تو وہ کالا آدمی سفید نہیں بن جاتا اسی طرح آپ لوگ بھی اپنا نام محقق، مجتہد رکھنے سے جبکہ درحقیقت مقلد ہیں۔ محقق، مجتہد نہیں بن جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا مالوئی صاحب اسے ہندی مالوئی کہتے ہیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"مذہب (مقلد ہونے کے باوجود) اپنے کو محقق اور تقلید کے تارک اور عامل بالحدیث کہیں اور صحیح والہ مذاہب مجتہدین پر غیر محقق اور قائل بالحدیث کے تارک اور مقلد ہونے کا طعن کریں تو یہ بڑی بے فہمی اور بے حساسی ہے" (اشاعت السنۃ - جلد ۱ صفحہ ۴۶۸)

گو یا دونوں لازم و ملزوم بن گئے ہیں۔ آخر الحمدیہ کو کیا مجبوری واقع ہوئی۔ انہوں نے اہل بدعت کی تقلید کیوں کر لی۔

اہل قرآن۔ اہل میں یہ لوگ سہولت پسند اور خواہش نفس کے پہاڑی ہیں۔ جہاں نفسانی خواہشات کی تکمیل کے اسباب دیکھتے ہیں تو بس ان کے چلنے میں داخل ہوئے کیلئے ان کی تقلید کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ چونکہ انکی تقلید کے بغیر نفسانی خواہشات پوری نہ ہو سکتی تھیں اسلئے ان کی تقلید کو گمراہ کر لیا۔

غیر مقلد۔ نفسانی خواہشات کی تکمیل اور لذتوں کے حاصل کرنے کیلئے الحمدیہ نے جو اہل بدعت کی تقلید کی ہے وہ اپنے ذاتی عمل اور طبعی تقاضوں کی وجہ سے کیا ہے یا ان کے مذہب نے اس کی اجازت دی ہے؟

اہل قرآن۔ اگر کسی کا ذاتی عمل ہو یا پھر تو معاملہ اس قدر عجیب نہ ہوتا اور یوں کہہ کر ٹال دیا جاتا کہ یہ ان کا اپنا ذاتی فعل ہے۔ الحمدیہ کا مذہب نہیں مگر مصیبت تو یہ ہے کہ آپ لوگوں کا مذہب ہی یہ ہے کہ خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے آسانی اور سہولت والے مذہب کی تقلید کی جاسکتی ہے۔

نفسانی خواہشات کی تقلید

عام مقلدین اور الحمدیہ میں یہی تو فرق ہے کہ وہ اپنے مسلک ہی کی تقلید کرتے ہیں اگرچہ مسلکی مسئلہ نفس کے خلاف کیوں نہ ہو جبکہ آپ لوگ تقلید کرتے ہی اسلئے ہیں کہ نفسانی خواہشات کو پورا کیا جاسکے اور آپ کا مسلک آپ کو اس کی اجازت فراہم کرتا ہے۔ آپ کی خود ساختہ "فقہ محمدی" میں ایسے ہی مذکور ہے۔

چنانچہ علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

"وَلَا تَذَكَّرُ لَكَ إِلَّا بِاسْتِجَابَةِ الرَّغْصِ"۔ (ہدیۃ الحمدی من فقہ الحمدی جلد ۱ صفحہ ۱۱۲)
 "اور اسی طرح رخصتوں کے تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

ان کے بقول جس مذہب میں لذت والی امن پسند چیز ہو تو اس مذہب کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں

2۔ شیعوں کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام قرآن وحدیث کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ حامد سلفیہ بنارس کے اہلحدیث عالم ربیع محمد ندوی صاحب نے بھی ان کی تقلید میں صحابہ کرام کو قرآن وحدیث کی مخالفت کا مرتکب قرار دے دیا ہے۔

چنانچہ ندوی صاحب لکھتے ہیں۔

"بہت سے صحابہ و تابعین بہت سی آیات کی تفسیر رکھتے اور تلاوت کرنے کے باوجود بھی مختلف وجود سے ان کے خلاف عمل چراتھے۔" (تہذیب آفاق صفحہ ۷۷)

ندوی صاحب ایک اور جگہ "حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"ان دونوں صحابہ کرام کو خصوصاً (قرآن وحدیث) کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے۔" (تہذیب آفاق صفحہ ۸۸)

3۔ شیعوں کا کہنا ہے کہ حضرت عمرؓ نے شریعت محمدیہ کو بدل دیا تھا۔ ربیع محمد ندوی اہلحدیث نے بھی شیعوں کی تقلید میں آکر کہہ دیا ہے کہ مسئلہ تین طلاق میں حضرت عمرؓ نے شریعت محمدیہ میں ترمیم کر کے ایک مجلس کی تین طلاق کو تین بنا دیا۔

چنانچہ ندوی صاحب لکھتے ہیں۔

"موصوف (حضرت عمرؓ) نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی تین (طلاقیں) قرار پائے لگیں۔" (تہذیب آفاق صفحہ ۴۹۸)

بطور نمونہ یہ چند مسائل ذکر کئے ہیں تفصیل کے لئے "غیر مقلدین اور شیعہ مذہب کا توافقی مشمولہ علمائے ہند کے مجموعہ مسائل۔ اہلحدیث یا شیعہ؟ مشمولہ فتوحات صفحہ ۲" کا مطالعہ فرمائیں۔

غیر مقلد: ان عبارتوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ واقعی اہلحدیث نے شیعوں کی تقلید میں یہ سب کچھ لکھ دیا ہے ورنہ قرآن وحدیث نہ صرف یہ کہ ان باتوں کی تائید نہیں کرتے بلکہ ان کے صریح خلاف ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ شیعوں کے علاوہ دیگر باطل فرقوں کی بھی اہلحدیث تقلید کرتے ہیں؟

اہل قرآن۔ شاید میں مرزا قادیانی کی تقلید کا ذکر بے جا کرتا مگر آپ نے جب انہیں "قادیان" کا دیوان کے الفاظ سے یاد کیا ہے تو اب مجھ پر فرض ہو گیا ہے کہ میں قادیان کی تہذیبی زندگی کو آپ کے سامنے کروں۔ میں خدا کے لئے مجھے چند حوالے دکھانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

غیر مقلد۔ اچھا اگر آپ نے یہ بحث ضروری کرتی ہے تو کسی نامور اور معروف عالم کی ذہنی گہرائی اور نہایت اختصار سے ذکر کریں۔

اہل قرآن۔ اس جگہ میں ان کی عبارتیں ذکر کرتا ہوں۔ مدار الہدیت جن کے زیر احسان ہیں جنہوں نے الہدیت نام الٹ کر کر دیا ہے۔ میری مراد اس سے وکیل الہدیت مولانا محمد حسین بنالوی صاحب کی ذات گرامی ہے۔

بنالوی صاحب "قادیان" سے متعلق لکھتے ہیں۔

"شاء اللہ بھی شاید بتکلید اپنے امام قادیانی کے جو قصص و اخبار میں حقیقت شریعہ کے لغت پر مقدم نہ رکھتے میں اس کا شاکر نہ ہوں ہے۔" (اشادۃ الہدیت جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲)

بنالوی صاحب بتانا چاہتے ہیں کہ لفظ کا ایک شرعی معنی ہوتا ہے اور ایک لغوی معنی، شرعی معنی۔ لغوی معنی پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی شرعی معنی کو لغوی معنی پر مقدم نہیں رکھتا تھا۔ بالکل اسی طرح آپ کے "قادیان" بھی شرعی معنی کو لغوی معنی پر مقدم نہ رکھنے میں ان کا شاکر نہ ہوں اور مقلد ہے۔

مولانا بنالوی صاحب "مولانا ثناء اللہ امرتسری" "قادیان" کی تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"تفسیر امرتسری کو تفسیر مرزائی کہا جاتا ہے۔۔۔ اس کا مصنف اس کی تفسیر سرایا اللہ تحریف میں پورا مرزائی پورا چکڑاوی اور چھل ہوا بھیری ہے۔"

(الاربعین صفحہ ۲۳ مشہور رسائل الہدیت جلد اول)
مولانا بنالوی صاحب نے ان کی تفسیر کو مرزائی تفسیر قرار دیا ہے اور ان کو "پورا مرزائی" کہا ہے۔ حتیٰ سر سے لے کر پاؤں تک مرزا قادیانی کا مقلد ہے۔ مگر اصغر سے کون بڑھے کہ وہ انہیں "قادیان" کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سر یا مقلد بننے کا نام ہے؟

احمدیہ عالم مولانا شرف الدین دہلوی صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

”ایسے ملامتوںوی نفس کے بندے خواہش نفسانی کے لئے گھڑ گھڑ کے مسئلہ بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ قرآن و حدیث کا مسئلہ ہے اور یہ خدا رسول ﷺ کا حکم ہے۔“ (خلافت محمدی صفحہ ۳۰)

محمد جو نگر لکھی۔ بحوالہ تجلیات صفحہ ۲ جلد ۲ صفحہ ۸۹)

حالانکہ گھڑے گھڑائے مسئلوں کو دین الہی بنا کر پیش کرنا یہود نصاریٰ کا کام تھا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۸۔ فتاویٰ ساریہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)۔ افسوس! یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید میں آپ کے مولوی صاحب نے بھی اسی کام کو اپنی زندگی کا معمول بنائے رکھا۔

غیر مقلد۔ محترم! بس کریں اب احمدیہ کا ذکر ختم کریں۔ ہر سے پاؤں تک میں ان سے متنفر ہو گیا ہوں۔ میں انہیں وحی الہی کا پیرو سمجھتا تھا مگر یہ تو اہل حق کے علاوہ گمراہ اور باطل فرقوں کے مقلد ثابت ہوئے۔ میں یہ یقین رکھتا تھا کہ یہ لوگ قرآن و حدیث کی نیلہ پاشیوں میں زندگی بسر کرنے والے ہیں۔ مگر آپ کی باحوالہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ تقلید کے گھٹا نوپ اندھیرے میں سرگرداں ہیں۔ ہائے! میری ریت کو پانی سمجھتا رہا۔ پھلکے کو مغز خیال کرتا رہا اور گمراہی کو میں راہ ہدایت قرار دیتا رہا۔ بدعت اور ضلالت کی وادی کو میں صراطِ مستقیم یقین کرتا رہا۔ ہائے اللہ! یہ کیسے احمدیہ ہیں کہ دوسروں کو تو تقلید سے منع کرتے ہیں مگر خود اہل بدعت کی اتنی شدت سے تقلید کی ہے کہ بالکل ان کا یقین ہو گئے۔ بلکہ ان سے بھی آگے نکل گئے۔ خدا کیلئے مجھے اس جماعت سے نکال دے اور کسی دوسرے مذہب میں داخل کیجئے۔

شاید غیر مقلد کی توبہ کا وقت آ گیا ہے

اہل قرآن۔ بہت خوب! میں تو یہی چاہتا ہوں کہ جیسے میں احمدیہ مذہب چھوڑ کر اہل قرآن بن چکا ہوں آپ بھی اہل قرآن بن جائیے اور میرے علاوہ اور بھی کئی احمدیہ اہل قرآن بن چکے ہیں۔

غیر مقلد۔ برائے مہربانی! مجھے حاکم دین میں آپ لوگوں کے دھوکہ میں آنے والا نہیں ہوں۔

اہل قرآن۔ محترم! اس میں دھوکہ کی کوئی سی بات ہے ہم آپ کو بندوں کی تکفید و اتباع سے لیکر
 کر اللہ تعالیٰ کی اتباع کی دعوت دے رہے ہیں۔ اگر ہمارے مذہب میں دھوکہ کی کوئی بات ہوتی تو اس
 میں کوئی بھی شامل نہ ہوتا۔ حالانکہ ہماری جماعت کے جتنے بھی جید علماء، مفتی اور متحرک قلم کے پروردگار
 ہیں پہلے یہ ہمارے کے سارے ائمہ و ریٹ میں تھے۔

غیر مقلد۔ ہمارا کوئی بھی عالم اہل قرآن یعنی منکر حدیث نہیں دنا آپ یوں ہی بیکوں کو
 بھلائے والی باتیں کر کے مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت ہے
 تو پیش کریں۔

اہل قرآن۔ حافظ محمد اسلم جبران پوری صاحب ہماری جماعت اہل قرآن میں امامت کے درجہ
 پر فائز ہیں وہ پہلے آپ کی جماعت اہل حدیث میں تھے۔

چنانچہ اہل حدیث حضورؐ اور مصنف مولانا امام خان نوشہرہ وی ان کے والد مولوی سلامت اللہ جبران پوری
 صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں۔

”آپ کے صرف ایک بیٹے مولانا حافظ محمد اسلم جبران پوری ہیں جو مشہور عالم سید مولوی
 صاحب تصانیف کثیرہ مثلاً تاریخ الامت، تاریخ نجد، تاریخ القرآن وغیرہ ہیں۔ اوائل عمر سے سلسلہ
 اہل حدیث میں منسلک تھے مگر اب آخر میں اس سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ قرآن ہدایت
 کے لئے کافی ہے اور حدیثیں دین نہیں بلکہ تاریخ دین ہیں۔“ (تراجم علمائے اہل حدیث جلد صفحہ ۳۸۸)
 جب تمہارے کئی کتابوں کے مصنف ہماری جماعت میں شامل ہو گئے ہیں تو آپ بھی آ جائیں۔

غیر مقلد۔ میں اگرچہ مذہب اہل حدیث سے بیزار ہو گیا ہوں مگر بھائیوں کے گھگھے ہوتے
 ہوئے آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا۔ مجھے کچھ بھی ہو۔ مجھے موت منظور ہے مگر اہل قرآن
 بننا منظور نہیں۔

اہل قرآن۔ آخر کیا وجہ ہے آپ ہماری جماعت سے اس قدر ناانکس ہیں۔
 انہی لغزت کس لئے ہے؟

غیر مقلد :- اصل بات یہ ہے کہ میں حنفی علماء کرام کی کتابیں اشواقِ حدیث الکبار حدیث کے نتائجِ تحقیق حدیثِ مفہومہ و دوسری ترجمہ کی وغیرہ کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ جن میں حدیث کی حیثیت پر مدلل بحث ہے اور آپ کے فرقہ کی بھرپور تردید ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ نے مجھے آپ کی جماعت سے برگشتہ کیا ہوا ہے۔ لہذا اہلکِ حق کے لئے حدیث کے نئے بھی آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا اور اہل حدیث مذہب سے آپ کی انگشتوں نے بیزار کر دیا ہے اس لئے میں حنفی ہوتا ہوں۔

اہل قرآن :- آپ کو حنفی کیوں اچھے لگنے لگے ہیں؟

غیر مقلد :- تقلید تو حنفی اور اہل حدیث دونوں کرتے ہیں مگر ایک اہم فرقہ یہ ہے کہ حنفی اہل حق آئمہ کرام کی تہذیب کرتے ہیں جبکہ اہل حدیث گمراہ اور باطل فرقوں کی تقلید کرتے ہیں۔ اس لئے حنفیوں کی تقلید اہل حدیث کی تقلید سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ آپ کو بھی اس سے اتفاق ہے۔ بلکہ آپ ہی نے تو مجھے اس سے آگاہ کیا ہے۔ میں آپ کے سامنے ہی حنفی ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔

اہل قرآن :- پھر میری محنت تو رائیگاں چلی گئی۔ میں نے اسی لئے تو اس قدر مشقت برداشت کی ہے کہ شاید آپ ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔

سابق غیر مقلد :- ٹھیک ہے کہ آپ کی محنت رائیگاں چلی گئی مگر میری محنت کا صلہ نقد و حصول ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ اچھا اب اجازت۔

والسلام علی من اتبع الهدی

غیر مقلدین کے بخاری شریف پر عمل کرنے کے دعویٰ کے غلط ہونے کو طشتِ ازیام کرنے والی

کتابیں

۱۔ احادیث بخاری اور غیر مقلدین

۲۔ غیر مقلدین کا امام بخاری سے اختلاف

ابکم حقیقت رقم، مولانا رب نواز حسینی صاحب

مکتبہ الجنبید کی چند دیگر اہم مطبوعات

عقیدہ حیات الانبیاء اور قاکم بن امت

تالیف

مولانا نور اللہ رشیدی صاحب

اسلام کے نام پر حوا پرستی

تالیف

نور محمد نسوی صاحب

عقیدہ حیات الانبیاء فی ضوء اجماع العلماء

تالیف

مولانا عبدالمنان صاحب ادبی والا

جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں

تالیف

مولانا عبدالمنان صاحب ادبی والا

غیر مقلدین کا امام بخاری سے اختلاف

تالیف

مولانا رب نواز سلفی راج پوری

نامنہاد جماعت المسلمین کے امیر کے خط کا جھٹکا جواب

تالیف

مولانا عبدالمنان صاحب ادبی والا

سلفی کون؟ خفی یا غیر مقلد

تالیف

مولانا عبدالجبار سلفی راج پوری

گلدستہ سنت فی رد بدعت

تالیف

مولانا عبدالمنان صاحب ادبی والا

القول المعبر فی حیات خیر البشر

تالیف

مولانا عبدالجبار سلفی راج پوری

ناشر

مکتبہ الجنبید اور دیوبند کیسٹ ہاؤس برائے رابطہ جہاں اللہ خفی

0314-34411039

مکتبہ آصف اسکوائر نزد دربار عقیدہ اسلام حسن نعمان کاؤنی سہراب گوشت گراہی